بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 70

شمارہ 21

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

14 رشوال 1442 ہجری قمری • 27 رہجرت 1400 ہجری شمسی • 27 رمئی 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

یَّہۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِہٖ وَیَہۡدِیۡہِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ

(سورۃ المائدۃ:17)

ترجمہ: اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 مئی 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

حقیقت یہ ہے کہ حق خدا تعالیٰ کا ہی ہے کہ وہ بندوں پر امتحان ڈالے اور یہ امتحان اسکی طرف سے انسان کے فوائد کیلئے ہوتے ہیں

میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم وغم میں گرائے جاتے ہیں وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

خدا تعالیٰ اور بندہ کا رابطہ

ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''دو دوستوں میں دوستی اسی صورت میں نبھ سکتی ہے کہ کبھی وہ اسکی مان لے اور کبھی یہ اسکی۔ اگر ایک سدا اپنی ہی منوانے کے درپے ہو جائے، تو معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ یہی حال خدا اور بندہ کے رابطہ کا ہونا چاہئے۔ کبھی اللہ تعالیٰ اسکی سن لے اور اس پر فضل کے دروازے کھول دے اور کبھی بندہ اسکی قضاء وقدر پر راضی ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حق خدا تعالیٰ کا ہی ہے کہ وہ بندوں پر امتحان ڈالے اور یہ امتحان اسکی طرف سے انسان کے فوائد کیلئے ہوتے ہیں۔ اسکا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ امتحان کے بعد جو اچھے نکلیں انہیں اپنے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔''

دنیاوی امور میں کھویا جانا خسارتِ آخرت کا موجب ہوتا ہے

ایک نوجوان شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دنیاوی مصائب کی کہانی شروع کی اور اپنے طرح طرح کے ہم وغم بیان کئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بہت سمجھایا اور فرمایا کہ: ''ہمہ تن ان امور میں کھویا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے۔ اس قدر جزع فزع مومن کو نہیں چاہئے۔'' آخر وہ زور زور سے رونے لگا۔ جس پر آپ نے سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر کہا کہ ''بس کرو۔ میں ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہوں۔ میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم وغم میں گرائے جاتے ہیں وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں۔ میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسے شخص کے حال کو دیکھ کر جو ایسے جیفہ کی تڑپ میں کڑھتا ہے۔''

مثالی توکّل کی کیفیت

ایک دن مجلس مسیح موعودؑ میں توکّل کی بات چل پڑی، جس پر آپ نے فرمایا: میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے، لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔'' اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ:

''جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق وسرور خدا تعالیٰ پر توکل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔'' اور فرمایا:

''ان دنوں میں جبکہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم وغموم میں مبتلا رہتے تھے وہ بسا اوقات میری حالت دیکھ کر رشک کھاتے اور فرماتے تھے کہ یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے۔ اسکے نزدیک کوئی غم نہیں آتا۔''

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 296 تا 297، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی ﷺ

نجاشی شاہ حبشہ کی موت کی خبر اُسی دن اللہ نے بذریعہ وحی آنحضرتؐ کو دی آنحضرتؐ نے اُن کی نماز جنازہ غائب پڑھائی

(1318) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نجاشیؓ کے فوت ہونے کی خبر دی۔ پھر آپؐ آگے بڑھے اور انہوں نے آپؐ کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپؐ نے چار تکبیریں کہیں۔

(1327) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیوں کے بادشاہ نجاشیؓ کے فوت ہونے کی خبر ہمیں اُسی دن دی جس دن کہ وہ فوت ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے بھائی کیلئے دعائے مغفرت مانگو۔

۞ حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نجاشی کا جنازہ درحقیقت اس بصیرت کی وجہ سے پڑھا گیا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے ہوئی تھی کہ وہ اپنے ایمان میں صادق اور مخلص تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی وفات کی خبر دیئے جانے کا یہی منشاء معلوم ہوتا ہے جس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔ یعنی آپؐ نے ان کا جنازہ پڑھا اور یہ ایک خاص سلوک ہے جو منشاء الٰہی سے صادر ہوا۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الجنائز، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

اولوا الالباب ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے وارث ہوں گے

اور ان کے ماں باپ اور ازواج اور اولادیں جو نیک ہوں گے وہ بھی جنّت میں اُن کے ساتھ رہیں گے بشرطیکہ وہ نجات یافتہ ہوں

اس اصل اور صداقت کو صرف قرآن کریم نے ہی بیان کیا ہے، دنیا کی اور کسی کتاب نے اس مسئلہ کو نہیں لیا

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ رعد آیت 24 جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَاَزۡوَاجِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ کُلِّ بَابٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ عُقۡبَی الدَّار سے مراد وہ جنات ہیں کہ جو ہمیشہ رہنے والی ہیں یا یہ مراد ہے کہ اولوا الالباب ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے وارث ہوں گے۔ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ۔ اور ان کے ماں باپ اور ازواج اور اولادیں جو نیک ہوں گے وہ بھی ان کے ساتھ جنات میں داخل ہوں گے۔ اس آیت میں ایک عظیم الشان اصلیت اور صداقت کا اظہار کیا ہے۔ اس اصل اور صداقت کو صرف قرآن کریم نے ہی بیان کیا ہے۔ دنیا کی اور کسی کتاب نے اس مسئلہ کو نہیں لیا۔ دنیا میں کوئی شخص کوئی ایسی نیکی اور بدی نہیں کرتا جس میں دوسرے لوگ کسی نہ کسی رنگ میں شریک نہ ہوں۔ تاجر کی تجارت کی کامیابی، زراعت پیشہ کی زراعت کی کامیابی سینکڑوں ہزاروں دوسرے افراد کے دانستہ یا نادانستہ تعاون سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے زکوٰۃ مقرر کی ہے اور اس طرح دوسرے لوگوں کا حق دلایا ہے۔ یہی حال دوسرے کاموں کا ہے۔ مثلاً فرض کرو ایک شخص تبلیغ کیلئے جاتا ہے تو اس تبلیغ میں اس کی بیوی کا حصہ بھی ہے کیونکہ وہ اسکی عدم موجودگی میں بھی اس کے گھر اور اس کے بال بچہ کا انتظام کرتی ہے۔ ان کی پرورش کرتی ہے۔ اگر وہ بال بچوں کی حفاظت نہ کرے تو مبلغ کو تبلیغ کیلئے جانے میں بڑی دقت ہوگی۔ اسی طرح اگر والدین نے اچھی طرح تربیت نہ کی ہوئی ہو تو وہ کس طرح دین کے کاموں میں حصہ لے سکے گا۔ یا اگر اولاد والدین کو مطمئن نہ بیٹھنے دے تو وہ کس طرح نیکیوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ پس چونکہ انسان نیکیوں میں ترقی اپنے رشتہ داروں کی مدد سے کرتا ہے اس کے انعام میں ان کا حصہ رکھا اور یہ قانون مقرر کیا کہ سب خاندان میں جو سب سے اعلیٰ مقام کو حاصل کرے دوسرے سب اس کے پاس ہی رکھے جائیں نہ کہ اپنے چھوٹے مقاموں پر بشرطیکہ وہ نجات یافتہ ہوں۔

زوج کا لفظ جو اس آیت میں استعمال ہوا ہے میرے نزدیک اس کے یہاں جوڑے کے معنے ہیں یعنی ساتھی کے نہ کے مرد عورت کے اور میرے نزدیک اس میں تمام وہ لوگ شامل ہیں جو نیکیوں میں اس کے مدد اور معاون ہوئے ہوں نہ کہ صرف میاں اور بیوی۔ اس سے عورتوں کے متعلق بھی سوال حل ہو جاتا ہے کہ وہ نبوت کے مقام پر کیوں نہیں پہنچائی جاتیں کیونکہ اس آیت سے نکلتا ہے کہ نبی کی بیویوں کو بھی اس مقام پر رکھا جائے گا جس مقام پر نبی ہوں گے یعنی گو ان کی بناوٹ کے لحاظ سے ان کو دنیا میں نبی نہیں بنایا جاتا لیکن وہ انہی انعامات میں شریک ہوں گی جو انبیاء کو ملیں گے۔ اب دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک شخص ہیں مگر عورتیں گیارہ ان کے ساتھ ان کے انعامات میں شریک ہوں گی۔ اسی طرح نبی

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 7 رمئی 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت ﷺ (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ جرمنی 2012

اختتامی خطاب سالانہ اجتماع انصار اللہ برطانیہ 2012

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب

ملکی رپورٹیں وذکر خیر

خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

عبداللہ آتھم کیلئے چار ہزار روپے کا بھاری انعام
اگر وہ اقرار کر لے کہ اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے نہیں ڈرا

آتھم کے لئے جلسہ عام میں قسم کھانا کیوں ضروری تھا

قبل ازیں تفصیل کیساتھ ہم عرض کر چکے ہیں کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے خوف سے آتھم کی حالت ایک مُردہ کی سی تھی۔ اس کا ڈرنا اور رونا اخبار نور افشاں میں شائع بھی ہو چکا تھا لیکن بعد میں اس نے اپنے ڈرنے کی وجہ پیشگوئی کا خوف نہیں بلکہ جماعت کی طرف سے ہونیوالے تین حملے بتائے۔ اسی بنا پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بار بار قسم کیلئے بلایا تا کہ حق کا اظہار ہو اور حقیقت عوام کے سامنے آجائے۔ آپؑ نے مسلمان مولویوں کو اور عیسائی پادریوں کو خدا تعالیٰ کی قسم دیکر کہا کہ آتھم کو قسم کھانے کیلئے آمادہ کریں۔ خود آتھم کو خط لکھ کر اور خدا کی قسم دیکر بلایا کہ وہ قسم کھالیں تا کہ فیصلہ ہو جائے لیکن آتھم کا مُردہ قسم کیلئے ذرہ بھی جنبش نہ کھا سکا۔ اس تعلق میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میں سے کچھ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا :

جبکہ آتھم صاحب کے وہ حالات جو پیشگوئی کی میعاد میں ان پر وارد ہوئے جنہوں نے ان کو مارے خوف کے دیوانہ سا بنا دیا تھا بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ ایک ڈرانے والا اثر ضرور ان کے دل پر وارد ہوا تھا اور پھر بعد اس کے ان کی زبان کا اقرار بھی نور افشاں میں چھپ گیا کہ وہ ضرور اس عرصہ میں خوف اور ڈر کی حالت میں رہے اور جو ڈر کے وجوہ انہوں نے بیان کئے ہیں وہ ایسا دعویٰ ہے جس کو ثابت نہیں کر سکے۔ پس اس صورت میں وہ خود انصافاً و قانوناً اس مطالبہ کے نیچے آگئے کہ وہ اس الزام سے قسم کے ساتھ اپنی بریت ظاہر کریں جو خود ان کے افعال اور ان کے بیان سے شبہ کے طور پر ان کے عائد حال ہوتا ہے پس ان کی بریت اس شبہ سے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ پیدا کیا اسی میں ہے کہ وہ ایسی قسم جو مجھ مدعی کو مطمئن کر سکتی ہو یعنی میرے منشا کے موافق ہو جلسہ عام میں کھالیں۔ (انوارُ الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 88)

آپؑ نے فرمایا : اگر باوجود ان قرائن کے پھر بھی آتھم صاحب کو ان کی حق پوشی پر نہ پکڑا جائے اور بہت ہی نرمی کی جاوے تاہم یہ مطالبہ انصافاً اُن کے ذمہ باقی رہتا ہے کہ جب کہ وہ اپنے خوف کے وجوہات کو **یعنی تین حملوں** کو اس پہلو پر ثابت نہیں کر سکے جس سے وہ تمام حملے انسانی حملے سمجھے جاتے تو اب اس سوال سے بچنے کے لئے کہ کیوں یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ بعید از قیاس مشاہدات ان کے جن میں سے سب سے پہلے سانپ کے حملے کا مشاہدہ ہے، انہیں کے پُر خوف تخیلات کا نتیجہ اور انہیں کے خوف زدہ دماغ متمثّل ہو گئے ہیں کم سے کم یہ ضروری تھا کہ وہ اس قریب العقل الزام سے اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے قسم کھا جاتے۔

یعنی جلسہ عام میں قسماً یہ بیان کر دیتے کہ وہ **الہام کو منجانب اللہ الہام** سمجھ کر نہیں ڈرے اور نہ حقّیت، اسلام کی ان کے دل میں سمائی بلکہ واقعی طور پر **تعلیم یافتہ سانپ** سے لے کر اخیر تک تین متواتر حملے ہماری جماعت کی طرف سے ان پر ہوئے جن سے وہ ڈرتے رہے۔ (ضیاء الحق رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 265)

آتھم کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا خط

آپ مجلس عام میں قسم غلیظ مؤکد بہ عذاب موت کھاویں تا میرا اور آپ کا فیصلہ ہو جائے
اگر واقعی طور پر آپ سچے اور مَیں مفتری ہوں تو پھر کیوں ایسے فیصلہ سے آپ گریز کرتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

آتھم صاحب کو معلوم ہو کہ میں نے آپ کا وہ خط پڑھا جو آپ نے نور افشاں 21 ؍ستمبر 1894 کے صفحہ 10 میں چھپوایا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ اس خط میں دونوں ہاتھ سے کوشش کر رہے ہیں کہ حق ظاہر نہ ہو۔ میں نے خدا تعالیٰ سے سچا اور پاک الہام پا کر یقینی اور قطعی طور پر جیسا کہ آفتاب نظر آجاتا ہے معلوم کر لیا ہے کہ آپ نے میعاد پیشگوئی کے اندر اسلامی عظمت اور صداقت کا سخت اثر اپنے دل پر ڈالا اور اسی بناء پر پیشگوئی کے وقوع کا ہم و غم کمال درجہ پر آپ کے دل پر غالب ہوا۔ میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح ہے اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ سے مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے اور اس پاک ذات نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ جو انسان کے دل کے تصورات کو جانتا اور اس کے پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے اور اگر میں اس بیان میں حق پر نہیں تو خدا مجھ کو آپ سے پہلے موت دے۔ پس اسی وجہ سے میں نے چاہا کہ آپ مجلس عام میں **قسم غلیظ مؤکد بعذاب** موت کھاویں، ایسے طریق سے جو میں بیان کر چکا ہوں تا میرا اور آپ کا **فیصلہ ہو جائے** اور دُنیا تاریکی میں نہ رہے۔ اور اگر آپ چاہیں گے تو میں بھی ایک برس یا دو برس یا تین برس کے لئے قسم کھا لوں گا کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ **سچا ہرگز برباد نہیں ہو سکتا بلکہ وہی ہلاک ہوگا جس کو جھوٹ نے پہلے سے ہلاک کر دیا ہے۔** اگر صدق الہام اور صدق اسلام پر مجھے قسم دی جائے تو میں آپ سے ایک پیسہ نہیں لیتا لیکن آپ کے قسم کھانے کے وقت **تین ہزار کے بدرے پہلے پیش کئے جائیں گے**...... اگر میں روپیہ دینے میں ذرہ بھی توقف کروں تو اسی مجلس میں جھوٹا ٹھہر جاؤں گا...... اور اگر اس کے سوا میرے لئے میرے کاذب نکلنے کی حالت میں سزائے موت بھی تجویز ہو تو بخدا اس کے بھگتنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ مگر افسوس سے لکھتا ہوں کہ اب تک آپ اس قسم کے کھانے کے لئے **آمادہ نہیں ہوئے۔ اگر آپ سچے ہیں اور میں ہی جھوٹا ہوں** تو کیوں میرے روبرو جلسہ عام میں **قسم مؤکد بعذاب موت** نہیں کھاتے......

اگر آپ اس فیصلہ کی طرف رخ نہ کریں تو آپ کو حق نہیں پہنچتا کہ آئندہ کبھی **عیسائی کہلاویں** مجھے حیرت پر حیرت ہے کہ اگر واقعی طور پر آپ سچے اور مَیں مفتری ہوں تو پھر کیوں ایسے فیصلہ سے آپ گریز کرتے ہیں **جو آسمانی ہوگا** اور صرف سچے کی حمایت کرے گا اور **جھوٹے کو نابود کر دے گا۔** بعض نادان عیسائیوں کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا ہو چکا، عجیب حماقت اور بے دینی ہے۔ وہ اس امر واقعی کو کیونکر اور کہاں چھپا سکتے ہیں کہ وہ پہلی پیشگوئی دو پہلو پر مشتمل تھی پس اگر **ایک ہی پہلو پر مدار فیصلہ رکھا جائے** تو اس سے بڑھ کر کون سی بے ایمانی ہوگی۔ اور دوسرے پہلو کے امتحان کا وہی ذریعہ ہے جو الٰہی تفہیم نے میرے پر ظاہر کیا یعنی یہ کہ آپ **قسم مؤکد بعذاب** موت کھا جائیں۔ اب اگر آپ قسم نہ کھائیں اور یوں ہی **فضول گو مدعا علیہوں** کی طرح اپنی عیسائیت کا اظہار کریں تو ایسے بیانات شہادت کا حکم نہیں رکھتے بلکہ تعصب اور حق پوشی پر مبنی سمجھے جاتے ہیں۔ سو اگر آپ سچے ہیں تو میں آپ کو **اس پاک قادر ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں** کہ آپ ضرور تاریخ مقرر کر کے جلسہ عام یا خاص میں حسب شرح بالا **قسم مؤکد بعذاب** موت کھاویں تا حق اور باطل میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے فیصلہ ہو جائے...... آپ لکھتے ہیں کہ قریب ستر برس کی میری عمر ہے اور پہلے اس سے اسی سال کے کسی پرچہ نور افشاں میں چھپا تھا کہ آپ کی عمر چونسٹھ برس کے قریب ہے۔ پس میں متعجب ہوں کہ اس ذکر سے **کیا فائدہ۔** کیا آپ عمر کے لحاظ سے ڈرتے ہیں کہ شاید میں فوت ہو جاؤں۔ **مگر آپ نہیں سوچتے کہ بجز ارادہ قادر مطلق کوئی فوت نہیں ہو سکتا۔** جبکہ میں بھی قسم کھا چکا اور آپ بھی کھائیں گے تو جو شخص ہم دونوں میں جھوٹا ہوگا وہ دُنیا پر **اثر ہدایت** ڈالنے کے لئے اس جہان سے اٹھا لیا جائے گا۔ اگر آپ چونسٹھ برس کے ہیں تو میری عمر بھی قریباً ساٹھ کے ہو چکی **دو خداؤں کی لڑائی ہے** ایک اسلام کا اور ایک عیسائیوں کا پس جو **سچا** اور قادر خدا ہوگا وہ ضرور اپنے بندہ کو بچا لے گا۔ اگر آپ کی نظر میں کچھ عزت اس **مسیح کی ہے** جس نے مریم صدیقہ سے تولّد پایا تو اس عزت کی سفارش پیش کر کے پھر میں آپ کو خداوند قادر مطلق کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس اشتہار کے منشاء کے موافق عام مجلس میں **قسم مؤکد بعذاب** موت کھاویں...... اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کو مسیح کی عزت کا کچھ بھی پاس ہے یا نہیں زیادہ کیا لکھوں۔ **وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔**

(انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 92)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فوٹ نوٹ میں لکھا :

میں اس جگہ ڈاکٹر مارٹین کلارک اور پادری عماد الدین صاحب اور دیگر پادری صاحبان کو بھی حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم کی عزت اور وجاہت کو اپنے اس قول کا درمیانی شفیع ٹھہرا کر خداوند قادر ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں کہ وہ آتھم صاحب کو حسب منشاء میری، قسم کھانے کے لئے آمادہ کریں ورنہ ثابت ہوگا کہ ان کے دل میں ایک ذرہ تعظیم حضرت مسیح کی عزت اور وجاہت کی نہیں ہے۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 96)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ آتھم ضرور موت کو گلے لگائیگا

گرچیکہ آتھم نے رجوع کر کے الہام میں موجود شرط سے فائدہ اُٹھالیا اور مرنے سے بچ گیا لیکن سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے الہام اور اس کی تفہیم سے جا بجا اپنی تحریر میں یہ اعلان فرما دیا کہ یہ مہلت زیادہ دیر تک قائم رہنے والی نہیں اور عنقریب آتھم اپنی موت کو دعوت دیگا۔ چنانچہ اِخفائے حق کے جرم میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری اشتہار سے سات ماہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے آتھم کو پکڑ لیا۔ آتھم کی موت کی پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان افروز ارشادات ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا :

(1) اس ہماری تحریر سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اور آگے کچھ نہیں کیونکہ آئندہ کے لئے الہام میں یہ بشارتیں ہیں **وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ یَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ** یعنی مخالف فاش شکستوں سے پارہ پارہ ہو جائیں گے اور اس دن مومن خوش ہوں گے پہلا گروہ بھی اور پچھلا بھی۔ پس یقیناً سمجھو کہ وہ دن آنیوالے ہیں کہ وہ سب باتیں پوری ہوں گی جو الٰہی الہام میں آچکیں۔ **دشمن شرمندہ ہوگا اور مخالف ذلت اٹھائیگا اور ہر یک پہلو سے فتح ظاہر ہو جائیگی اور یقیناً سمجھئے کہ یہ بھی ایک فتح ہے اور آنے والی فتح کا ایک مقدمہ ہے۔** (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 16)

(2) ڈرانے والے خیال رات دن اس پر غالب رہے اور اس کے دل کے تصوروں نے عظمت اسلامی کو ردّ نہ کیا بلکہ قبول کیا اس لئے وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دینے میں دھیما ہے اور انسان کے دل کے خیالات کو جانچتا اور اس کے تصورات کے موافق اس سے عمل کرتا ہے اس نے اس کو اس صورت پر بنایا جس صورت میں فی

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب حضرت عمر بن خطابؓ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کرتے ہوئے آپؓ کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا

اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَا فِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَ أَبْدِلْہُ اِیْمَانًا، اے اللہ! اس کے سینے میں جو کچھ بھی بغض ہے اس کو دور کردے اور اس کو ایمان سے بدل دے، آپؐ نے یہ دعا تین دفعہ فرمائی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس وقت تک کھل کر اللہ کی عبادت نہیں کی جب تک کہ حضرت عمرؓ ایمان نہ لے آئے

آج رمضان کا آخری جمعہ ہے، اس کو صرف رمضان کے آخری جمعہ کے طور پر نہ لیں بلکہ یہ جمعہ ہمارے لیے آئندہ کیلئے نئی راہیں متعین کرنے والا ہونا چاہئے

رمضان میں جن باتوں کی طرف توجہ ہوئی ہے اور جو نیکیاں کرنے کی توفیق ملی ہے

انہیں رمضان کے بعد بھی ہمیں جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ اس میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ رمضان میں سے گزرنا ہمارے لیے بے فائدہ ہے

یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم پر عائد ہوتی ہے کہ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے اپنے اعمال پر مستقل نظر رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کو بچانے کا ذریعہ بنیں

ہمارا کام ہے دعائیں کرنا اور دعائیں کرتے چلے جانا، رمضان میں بھی اور رمضان کے بعد بھی، سب کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَ انْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ یہ دعائیں بہت زیادہ پڑھیں

احمدیوں کو اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم کرتے ہوئے ایمان اور یقین کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے، نمازوں اور عبادتوں کو معیاری بنانے

اور پھر اپنی اولادوں کو اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان کی نعمت سے سرفراز کرنے کی نصیحت

کورونا وبا سے بچنے کیلئے، پاکستان سمیت جن ممالک میں جماعت احمدیہ کے مخالفانہ حالات ہیں وہاں کے احمدیوں کیلئے،

ہر قسم کے فتنے سے بچنے کیلئے، عمومی طور پر امتِ مسلمہ کیلئے، مجموعی طور پر انسانیت کیلئے دعائیں کرنے کی تحریک

پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر صدقہ و خیرات اور دعاؤں پر توجہ دینے کی تلقین

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 مئی 2021ء بمطابق 7 ہجرت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو. کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا اور ان کے اسلام لانے کے بارے میں ذکر ہوا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے متعلق جس طرح بیان فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ ”حضرت عمرؓ اسلام کی برابر سختی سے مخالفت کرتے رہے۔“ یعنی جب تک اسلام نہیں لائے مسلسل مخالفت کر رہے تھے۔ ”ایک دن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس مذہب کے بانی کا ہی کام تمام کر دیا جائے اور اس خیال کے آتے ہی انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قتل کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں کسی نے پوچھا کہ عمرؓ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مارنے کیلئے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے ہنس کر کہا اپنے گھر کی تو پہلے خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ اس شخص نے کہا تم خود جا کر دیکھ لو۔ حضرت عمرؓ وہاں گئے۔ دروازہ بند تھا اور اندر ایک صحابیؓ قرآن کریم پڑھا رہے تھے۔ آپ نے دستک دی۔ اندر سے آپؓ کے بہنوئی کی آواز آئی۔ کون ہے؟ عمرؓ نے جواب دیا عمر۔ انہوں نے جب دیکھا کہ حضرت عمرؓ آئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ آپ اسلام کے شدید مخالف ہیں تو انہوں نے صحابیؓ کو جو قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہیں چھپا دیا۔ اسی طرح قرآن کریم کے اوراق بھی کسی کونہ میں چھپا کر رکھ دیئے اور پھر دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ چونکہ یہ سن کر آئے تھے کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔“ یعنی ان کے بہنوئی اور بہن۔ ”اس لئے انہوں نے آتے ہی دریافت کیا کہ دروازہ کھولنے میں دیر کیوں کی ہے؟ آپ کے بہنوئی نے جواب دیا آخر دیر لگ ہی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یہ بات نہیں۔ کوئی خاص امر دروازہ کھولنے میں روک بنا ہے۔ مجھے آواز آ رہی تھی کہ تم اس صابی کی باتیں سن رہے تھے۔ (مشرکین مکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہا کرتے تھے) انہوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی“ ان کے بہنوئی نے ”لیکن حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور وہ اپنے بہنوئی کو مارنے کیلئے آگے بڑھے۔ آپ کی بہن اپنے خاوند کی محبت کی وجہ سے درمیان میں آ گئیں۔ حضرت عمرؓ چونکہ ہاتھ اٹھا چکے تھے اور ان کی بہن اچانک درمیان میں آ گئیں وہ اپنا ہاتھ روک نہ سکے اور ان کا ہاتھ زور سے ان کی ناک پر لگا“ یعنی بہن کی ناک پر ”اور اس سے خون بہنے لگا۔ حضرت عمرؓ جذباتی آدمی تھے یہ دیکھ کر کہ انہوں نے عورت پر ہاتھ اٹھایا ہے جو عرب کے طریق کے خلاف تھا اور پھر بہن پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بات ٹلانے کیلئے کہا اچھا مجھے بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے سمجھ لیا کہ عمرؓ کے اندر نرمی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا جاؤ تمہارے جیسے انسان کے ہاتھ میں مَیں وہ پاک چیز دینے کیلئے تیار نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر مَیں کیا کروں؟ بہن نے کہا وہ سامنے پانی ہے نہا کر آؤ تب وہ چیز تمہارے ہاتھ میں دی جا سکتی ہے۔ حضرت عمرؓ نہائے اور واپس آئے۔ بہن نے قرآن کریم کے اوراق جو وہ سن رہے تھے آپ کے ہاتھ میں دیئے چونکہ حضرت عمرؓ کے اندر ایک تغیر پیدا ہو چکا تھا اس لئے قرآنی آیات پڑھتے ہی ان کے اندر رقت پیدا ہوئی اور جب وہ آیات ختم کر چکے تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یہ الفاظ سن کر وہ صحابیؓ بھی باہر نکل آئے جو حضرت عمرؓ سے ڈر کر چھپ گئے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کہاں مقیم ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مخالفت کی وجہ سے گھر بدلتے رہتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آج کل آپؐ دارِ ارقم میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً اسی حالت میں جب کہ ننگی تلوار انہوں نے لٹکائی ہوئی تھی اس گھر کی طرف چل پڑے۔ بہن کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ بُری نیت سے نہ جا رہے ہوں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کہا خدا کی قسم! مَیں تمہیں اس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک تم مجھے اطمینان نہ دلا دو کہ تم کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مَیں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں کوئی فساد نہیں کرونگا۔ حضرت عمرؓ وہاں پہنچے۔“ یعنی اس جگہ جہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے ”اور دستک دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اندر بیٹھے ہوئے تھے دینی درس ہو رہا تھا۔ کسی صحابیؓ نے پوچھا کون؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا عمر! صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! دروازہ نہیں کھولنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی فساد کرے۔ حضرت حمزہؓ نئے نئے ایمان لائے ہوئے تھے وہ سپاہیانہ طرز کے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا دروازہ کھول دو۔ مَیں دیکھوں گا وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! تم کب تک میری مخالفت میں بڑھتے چلے جاؤ گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں مخالفت کیلئے نہیں آیا مَیں تو آپؐ کا غلام بننے کیلئے آیا ہوں۔ وہ عمرؓ جو ایک گھنٹہ پہلے اسلام کے شدید دشمن تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کیلئے گھر سے نکلے تھے ایک آن میں اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے۔ حضرت عمرؓ مکہ کے رئیسوں میں سے نہیں تھے لیکن بہادری کی وجہ سے نوجوانوں پر آپ کا اچھا اثر تھا۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو صحابہؓ نے جوش میں آ کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اس کے بعد نماز کا وقت آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی چاہی تو وہی عمرؓ جو دو گھنٹے قبل گھر سے اس لئے نکلا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارے۔ اس نے دوبارہ تلوار نکال لی اور کہا۔ یا رسول اللہؐ! خدا تعالیٰ کا رسول اور اس کے ماننے والے تو چھپ کر نمازیں پڑھیں اور مشرکین مکہ باہر دندناتے پھریں یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ مَیں دیکھوں گا کہ ہمیں خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے سے کون روکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جذبہ تو بہت اچھا ہے لیکن ابھی حالات ایسے ہیں کہ ہمارا باہر نکلنا مناسب نہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 141 تا 143)

لیکن اس کے بعد پھر خانہ کعبہ میں نماز بھی ادا کی گئی جیسا کہ پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس کو حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ ”ابتدائے زمانہ اسلام میں صرف دو شخص مسلمانوں میں بہادر سمجھے جاتے تھے۔ ایک حضرت عمرؓ

اور دوسرے امیر حمزہؓ۔ جب یہ دونوں اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ ہم گھروں میں چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کریں۔ جب کعبہ پر ہمارا بھی حق ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے اس حق کو حاصل نہ کریں اور کھلے بندوں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کریں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کفار کو فساد کے جرم سے بچانے کیلئے گھر میں نماز ادا کرلیا کرتے تھے خانہ کعبہ میں عبادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس وقت آپ کے ایک طرف حضرت عمرؓ تلوار کھینچ کر چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف امیر حمزہؓ اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں علی الاعلان نماز ادا کی۔'' (خطبات محمود جلد 23 صفحہ 10)

جب حضرت عمرؓ کے اسلام کی خبر قریش میں پھیلی تو وہ سخت جوش میں آ گئے اور اسی جوش کی حالت میں انہوں نے حضرت عمرؓ کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت عمرؓ باہر نکلے تو ان کے ارد گرد لوگوں کا ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا اور قریب تھا کہ بعض جوشیلے ان پر حملہ آور ہو جائیں لیکن حضرت عمرؓ بھی نہایت دلیری کے ساتھ ان کے سامنے ڈٹے رہے۔ آخر اسی حالت میں مکہ کا رئیس اعظم عاص بن وائل وہاں آ گیا اور اس ہجوم کو دیکھ کر اس نے اپنے سردارانہ انداز میں آگے بڑھ کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: عمر صابی ہو گیا ہے۔ اس رئیس نے موقع شناسی سے کام لیتے ہوئے کہا: تو خیر، پھر بھی اس ہنگامے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں عمرؓ کو پناہ دیتا ہوں۔ اس آواز کے سامنے عربی دستور کے مطابق لوگوں کو خاموش ہونا پڑا اور وہ آہستہ آہستہ منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ چند دن تک امن میں رہے کیونکہ عاص بن وائل کی پناہ کی وجہ سے کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا تھا لیکن اس حالت کو حضرت عمرؓ کی غیرت نے زیادہ دیر تک برداشت نہ کیا۔ چنانچہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ انہوں نے عاص بن وائل سے جا کر کہہ دیا کہ مَیں تمہاری پناہ سے نکلتا ہوں۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں مکہ کی گلیوں میں بس پٹتا اور پیٹتا ہی رہتا تھا۔ یعنی لڑائی جھگڑا ہی رہتا تھا مگر حضرت عمرؓ نے کبھی کسی کے سامنے آنکھ نیچی نہیں کی۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 159)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے کتنے شدید دشمن تھے مگر پھر ان میں کیسی تبدیلی پیدا ہوئی۔ نہ صرف ان کی اصلاح ہوئی بلکہ وہ روحانیت کے ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے کہ ان کا پہچاننا بھی مشکل ہو گیا۔'' یعنی بالکل کایا پلٹ گئی۔ پہچانے نہیں جاتے تھے کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ ''حضرت عمرؓ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لٹھ لئے پھرتے تھے جب انہیں اسلام لانا نصیب ہوا تو ان میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ دنیا کے فائدہ کیلئے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے لگے اور دن رات اسلام کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔'' (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 45)

یہاں ''جان جوکھوں میں ڈالنے لگے'' دین کے فائدہ کیلئے ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں: ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دیکھو کس قدر فائدہ پہنچا۔ ایک زمانہ میں یہ ایمان نہ لائے تھے اور چار برس کا توقف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ خوب مصلحت سمجھتا ہے کہ اس میں کیا سرّ تھا۔ ابوجہل نے تلاش کی کہ کوئی ایسا شخص تلاش کیا جاوے جو رسول اللہؐ کو قتل کر دے۔ اس وقت حضرت عمرؓ بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے اور شوکت رکھتے تھے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے رسول اللہؐ کے قتل کا بیڑا اٹھایا اور معاہدہ پر حضرت عمرؓ اور ابوجہل کے دستخط ہو گئے اور قرار پایا کہ اگر عمرؓ قتل کر آویں تو اس قدر روپیہ دیا جاوے۔'' فرماتے ہیں دیکھو ''اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کیلئے جاتے ہیں دوسرے وقت وہی عمرؓ اسلام میں ہو کر خود شہید ہوتے ہیں۔ وہ کیا عجیب زمانہ تھا۔ غرض اس وقت یہ معاہدہ ہوا کہ مَیں قتل کرتا ہوں۔ اس تحریر کے بعد آپؐ کی تلاش اور تجسس میں لگے راتوں کو پھرتے تھے۔'' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں حضرت عمرؓ تجسس میں لگے رہتے تھے، راتوں کو پھرتے تھے ''کہ کہیں تنہا مل جاویں تو قتل کر دوں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ ''لوگوں سے دریافت کیا کہ آپؐ تنہا کہاں ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ نصف رات گزرنے کے بعد خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ چنانچہ خانہ کعبہ میں آ کر چھپ رہے۔ جب تھوڑی دیر گزری تو جنگل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز آتی ہوئی معلوم ہوئی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آواز تھی۔ اس آواز کو سن کر اور یہ معلوم کر کے کہ وہ ادھر ہی کو آ رہی ہے۔ حضرت عمرؓ اور بھی احتیاط کر کے چھپے اور یہ ارادہ کر لیا کہ جب سجدہ میں جائیں گے تو تلوار مار کر سر مبارک تن سے جدا کر دوں گا۔ آپؐ نے آتے ہی نماز شروع کر دی۔ پھر اس سے آگے کے واقعات خود حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں۔'' حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ''اس سے آگے کے واقعات حضرت عمرؓ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اس قدر رو رو کر دعائیں کیں کہ مجھ پر لرزہ پڑنے لگا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی کہا کہ سَجَدَ لَكَ رُوْحِيْ وَجَنَانِيْ۔ یعنی اے میرے مولیٰ! میری روح اور میرے دل نے بھی تجھے سجدہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان دعاؤں کو سن سن کر جگر پاش پاش ہوتا تھا۔ آخر میرے ہاتھ سے ہیبت حق کی وجہ سے تلوار گر پڑی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس حالت سے سمجھ لیا کہ یہ سچا ہے اور ضرور کامیاب ہو جائے گا مگر نفس امارہ برا ہوتا ہے۔'' بار بار ابھارتا ہے۔ ''جب آپؐ نماز پڑھ کر نکلے مَیں پیچھے پیچھے ہولیا۔ پاؤں کی آہٹ جو آپؐ کو معلوم ہوئی۔ رات اندھیری تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ مَیں نے کہا عمر۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ! نہ تو رات کو پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ دن کو۔ اس وقت مجھے رسول اللہؐ کی روح کی خوشبو آئی اور میری روح نے محسوس کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بد دعا کریں گے۔ مَیں نے عرض کیا: یا حضرت! بد دعا نہ کریں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ وقت اور وہ گھڑی میرے اسلام کی تھی۔ یہاں تک کہ خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں مسلمان ہو گیا۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 180-181)

یہ ایک روایت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور ایک اَور جگہ دوسری بھی اسی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک وقفہ کے بعد آپؑ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ بھی یہی باتیں ہیں لیکن اس میں آخر میں ایک دو الفاظ ذرا مزید مختلف نتیجہ نکالے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوجہل کے ساتھ اسلام سے پہلے ملتے تھے۔ بلکہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے منصوبہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جاوے اور کچھ روپیہ بھی بطور انعام مقرر کیا۔ حضرت عمرؓ اس کام کیلئے منتخب ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار کو تیز کیا اور موقع کی تلاش میں رہے۔ آخر حضرت عمرؓ کو پتہ ملا کہ آدھی رات کو آپؐ کعبہ میں آ کر نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ یہ کعبہ میں آ کر چھپ رہے اور انہوں نے سنا کہ جنگل کی طرف سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز آتی ہے اور وہ آواز قریب آتی گئی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں آ داخل ہوئے اور آپؐ نے نماز پڑھی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے سجدہ میں اس قدر مناجات کی کہ مجھے تلوار چلانے کی جرأت نہ رہی۔ چنانچہ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ آگے چلے۔ پیچھے پیچھے مَیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور آپؐ نے پوچھا کون ہے؟ مَیں نے کہا کہ عمر۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ اے عمرؓ! نہ تُو دن کو میرا پیچھا چھوڑتا ہے نہ رات کو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے محسوس کیا کہ آپؐ بد دعا کریں گے۔ اس لیے میں نے کہا کہ حضرت آج کے بعد میں آپؐ کو ایذا نہ دوں گا۔ عربوں میں چونکہ وعدہ کا لحاظ بہت بڑا ہوتا تھا۔ اس لیے آنحضرتؐ نے یقین کر لیا مگر دراصل حضرت عمرؓ کا وقت آ پہنچا تھا۔'' یہ باتیں پچھلے حوالے سے ذرا نئی ہیں۔ ''آنحضرتؐ کے دل میں گذرا کہ اس کو خدا ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ آخر حضرت عمر مسلمان ہوئے اور پھر وہ دوستیاں وہ تعلقات جو ابوجہل اور دوسرے مخالفوں سے تھے یکلخت ٹوٹ گئے اور ان کی جگہ ایک نئی اخوت قائم ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے صحابہؓ ملے اور پھر ان پہلے تعلقات کی طرف کبھی خیال تک نہ آیا۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 340)

ایک جگہ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا وہی واقعہ اسی طرز پہ بیان کرتے ہوئے پھر آپؑ نے بیان فرمایا ہے۔ ملتے سے چند ایک الفاظ مختلف ہوں گے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کیلئے جانا آپ لوگوں نے سنا ہو گا۔ ابوجہل نے ایک قسم کا اشتہار قوم میں دے رکھا تھا کہ جو جناب رسالت مآب کو قتل کرے گا وہ بہت کچھ انعام و اکرام کا مستحق ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے مشرف باسلام ہونے سے پہلے ابوجہل سے معاہدہ کیا اور قتل حضرت کیلئے آمادہ ہو گیا۔ اسکو کسی عمدہ وقت کی تلاش تھی۔ دریافت پر اسے معلوم ہوا کہ حضرت نصف شب کے وقت خانہ کعبہ میں بغرض نماز آتے ہیں۔ یہ وقت عمدہ سمجھ کر حضرت عمرؓ سر شام خانہ کعبہ میں جا چھپے۔ آدھی رات کے وقت جنگل میں سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز آنا شروع ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گریں تو اس وقت قتل کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درد کے ساتھ مناجات شروع کی اور سجدہ میں اس طرح حمدِ الٰہی کا ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ کا دل پسیج گیا۔ اس کی ساری جرأت جاتی رہی اور اسکا قاتلانہ ہاتھ سست ہو گیا۔'' یہاں اس میں حضرت عمرؓ کی نرمی کو آپؑ نے اس طرح بیان کیا ہے۔ ''نماز ختم کر کے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کو چلے تو ان کے پیچھے حضرت عمرؓ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہٹ پا کر دریافت کیا اور معلوم ہونے پر فرمایا کہ اے عمرؓ! کیا تُو میرا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ حضرت عمرؓ بد دعا کے ڈر سے بول اٹھے کہ حضرت مَیں نے آپؐ کے قتل کا ارادہ چھوڑ دیا۔ میرے حق میں بد دعا نہ کیجئے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ وہ پہلی رات تھی جب مجھ میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 61)

یہ بتانے کیلئے اب مَیں نے تین مختلف حوالے پڑھے ہیں۔ ایک جنوری 1901ء کا ہے، ایک اگست 1902ء کا، ایک جون 1904ء کا ہے یا شاید 1907ء کا ہے۔ بہرحال ان تینوں جگہوں پر رات کو خانہ کعبہ میں حملے کا ذکر آپؑ نے فرمایا ہے۔ شاید اس کے بعد پھر نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر دن کو بھی نکلے ہوں گے اور وہ بہن بھائی والا واقعہ پیش آیا جس کو عام بیان کیا جاتا ہے لیکن بہرحال آپ نے تینوں دفعہ یہی فرمایا اور یہ ہوا کیونکہ نفس امارہ کا بھی آپ نے ذکر کیا۔ ہوسکتا ہے پھر ایک جوش آیا ہو اور اس وقت نکلے ہوں اور دونوں واقعات میں یہ ذکر تو بہرحال ہے چاہے وہ بہن والا واقعہ، بہنوئی والا یا یہ رات کو قتل والا کہ ابوجہل کے بھڑکانے اور انعام مقرر کرنے پہ آپؓ نے، حضرت عمرؓ نے یہ ارادہ کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''ابوجہل کو فرعون کہا گیا ہے مگر میرے نزدیک وہ تو فرعون سے بڑھ کر ہے فرعون نے تو آخر کہا۔ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ (یونس: 91) مگر یہ آخر تک ایمان نہ لایا مکہ میں سارا فساد اسی کا تھا اور بڑا متکبر اور خود پسند، عظمت اور شرف کو چاہنے والا تھا اس کا اصل نام بھی عمرو تھا اور یہ دونوں عمر مکہ میں تھے۔ خدا کی حکمت کہ ایک عمرؓ کو کھینچ لیا اور ایک بے نصیب رہا۔ اس کی روح تو دوزخ میں جلتی ہو گی اور حضرت عمرؓ نے ضد چھوڑ دی تو بادشاہ ہو گئے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 247)

حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کرتے ہوئے آپؓ کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا۔ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَا فِيْ صَدْرِهٖ مِنْ غِلٍّ، وَ أَبْدِلْهُ اِيْمَانًا۔ اے اللہ! اسکے سینے میں جو کچھ بھی بغض ہے اس کو دور کر دے اور اس کو ایمان سے بدل دے۔ آپؐ نے یہ دعا تین دفعہ فرمائی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء 3 صفحہ 237 باب عمر بن الخطاب دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

جیسا کہ ہم حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے کی زندگی میں دیکھ آئے ہیں کہ حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے سخت خلاف تھے لیکن جب آپؓ اسلام لائے تو آپکا اسلام قبول کرنا مسلمانوں کیلئے فتح اور تنگی سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس وقت تک کھل کر اللہ کی عبادت نہیں کی جب تک کہ حضرت عمرؓ ایمان نہ لے آئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ الجزء 4 صفحہ 484 ذکر عمر بن الخطاب دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

عبدالرحمٰن بن حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس رات مَیں نے اسلام اختیار کیا تو مَیں نے سوچا کہ اہلِ مکہ میں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں سب سے زیادہ کون بڑھا ہوا ہے کہ مَیں اس کے پاس جاؤں اور اس کو بتاؤں کہ مَیں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے سوچا وہ ابوجہل ہی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ جب صبح ہوئی تو مَیں اس کے پاس گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؓ کہتے ہیں کہ ابوجہل میرے پاس آیا اور کہا: اے میرے بھانجے خوش آمدید۔ حضرت عمرؓ کو اس نے کہا کہ میرے بھانجے خوش آمدید۔ تم کس لیے آئے ہو؟ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں تمہیں بتانے آیا ہوں کہ مَیں اللہ پر اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں اور مَیں نے اس کی تصدیق کی ہے جو وہ لایا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس نے دروازہ مجھ پر بند کر دیا اور کہا کہ اللہ تجھ کو اور اس چیز کو جو تُو لایا ہے برباد کرے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 162 ذکر اسلام عمر بن خطاب دار ابن حزم بیروت 2009ء)

یہ ابوجہل کے الفاظ تھے۔

حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ قریش میں سب سے زیادہ باتیں پھیلانے کی عادت کس شخص کو ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جمیل بن مَعْمَر جُمَحِی۔ حضرت ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ آپؓ صبح صبح اس کے پاس چلے گئے اور مَیں بھی آپؓ کے پیچھے پیچھے گیا اور مَیں دیکھ رہا تھا کہ آپؓ کیا کرتے ہیں اور مَیں کم عمر تو تھا لیکن جو کچھ دیکھتا تھا اس کو سمجھتا تھا۔ یہ ابنِ عمرؓ کہہ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب آپؓ اس کے پاس پہنچے تو اس سے کہا کہ اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہے کہ مَیں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو چکا ہوں۔ حضرت ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! آپؓ نے اس بات کو دہرایا نہیں تھا یعنی دوسری

دفعہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی کہ وہ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے نکل پڑا اور حضرت عمرؓ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہولیے۔ حضرت ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں بھی اپنے والد کے پیچھے ہولیا یہاں تک کہ جب وہ یعنی وہ شخص جمیل خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے پھر چیخا کہ اے قریش کے گروہ! اس نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کے یہ اعلان کیا کہ اے قریش کے گروہ! اور وہ لوگ کعبہ کے گرد اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کہا کہ سن لو عمرؓ بن خطاب صابی ہو گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس کے پیچھے سے یہ کہہ رہے تھے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔ مَیں نے تو اسلام قبول کیا ہے۔ صابی نہیں ہوا بلکہ مَیں نے اسلام قبول کیا ہے اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر قریش آپؓ پر جھپٹے۔ آپؓ ان سے اور وہ آپؓ سے برابر لڑتے رہے یعنی پھر لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ سورج ان کے سروں پر آ گیا۔ راوی نے کہا کہ آپ تھک گئے یعنی حضرت عمرؓ تھک گئے تو بیٹھ گئے اور لوگ آپؓ کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ آپؓ کہہ رہے تھے تم جو چاہو کرو میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو مرد ہو گئے تو ہم اسے یعنی مکہ کو تمہارے لیے چھوڑ دیں گے یا تم اسے ہمارے لیے چھوڑ دو گے۔ یعنی پھر ہم آزادی سے ہر چیز کریں گے۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ قریش میں سے ایک بوڑھا شخص آیا جو یمنی کپڑے کا نیا لباس اور نقش و نگار والی قمیص پہنے ہوئے تھا یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ عمر صابی ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ پھر کیا ہوا۔ ایک شخص نے اپنے لیے ایک بات اختیار کر لی ہے۔ پھر تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ بنو عدی بن کعب اپنے آدمی کو اس طرح تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اس شخص کو چھوڑ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! پھر وہ لوگ آپ سے یکدفعہ الگ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کے بیٹے ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے یعنی حضرت عمرؓ سے پوچھا جبکہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کر لی تھی۔ بہت عرصہ بعد مدینہ ہجرت کرنے کے بعد ان سے پوچھا کہ اے میرے باپ! وہ شخص کون تھا جس نے مکہ میں آپؓ کے اسلام قبول کرنے کے دن لوگوں کو جھڑک کر آپ سے دُور کر دیا تھا جبکہ وہ آپ سے لڑ رہے تھے۔ فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 161-162 ذکر اسلام عمر بن خطاب دار ابن حزم بیروت 2009ء)

بخاری میں ایک روایت یہ بھی بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمرؓ اپنے گھر میں خوفزدہ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ابو عمرو عاص بن وائل سہمی آیا اور وہ ایک نقش دار چادر اور ایک ریشمی حاشیہ دار قمیص پہنے ہوئے تھا اور وہ بنو سہم قبیلہ میں سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارا حلیف تھا۔ عاص نے حضرت عمرؓ سے کہا تمہارا یہ کیا حال ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا تمہاری قوم یہ خیال کرتی ہے کہ مَیں مسلمان ہو گیا تو مجھے مار ڈالیں گے۔ انہوں نے کہا کہ تم تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ جب عاص نے یہ بات کہی تو میں مطمئن ہو گیا۔ عاص چلا گیا اور لوگوں سے ملا۔ یہ حالت تھی کہ وادی مکہ ان لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ عاص نے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس خطاب کے بیٹے کی طرف جا رہے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا: اس کے پاس نہیں جانا۔ یہ سن کر لوگ واپس آ گئے۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب اسلام عمر بن الخطاب حدیث 3864)

حضرت عمرؓ کے خوفزدہ ہونے والی یہ بات جو روایت میں آتی ہے وہ صحیح نہیں لگتی۔ یہ تو حضرت عمرؓ کی طبیعت کے خلاف بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پریشانی کے آثار ہوں جسے راوی نے خوف سمجھا ہو جیسا کہ پہلے بھی ایک روایت میں آ چکا ہے کہ کچھ عرصہ بعد حضرت عمرؓ نے یہ پناہ واپس بھی کر دی تھی اور اس کا ذکر آگے بھی ملے گا۔ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کی روایات کی تشریح میں عاص بن وائل سہمی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں کہ

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے چند لوگ جو ایمان لائے تھے ان پر سختی کیے جانے کا بھی ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ بھی مسلمان ہونے پر سختی کا نشانہ بنتے اگر عاص بن وائل سہمی انہیں اپنی پناہ میں لینے کا اعلان نہ کرتا۔ عاص بن وائل قریش کے معزز ترین اشخاص میں سے تھا اور بنو سہم قبیلہ میں سے تھا۔ اس کا نسب نامہ یہ ہے۔ عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم۔ ہجرت سے قبل بحالت کفر ہی فوت ہو گیا تھا اور حضرت عمرؓ بنو عدی خاندان میں سے تھے اور بنو عدی اور بنو سہم کے خاندان ایک دوسرے کے حلیف تھے اور اس معاہدہ اور دوستی اور مدد کی وجہ سے عاص بن وائل نے اپنا اخلاقی فرض جانا کہ حضرت عمرؓ کی مدد کریں۔

(ماخوذ از صحیح البخاری (مترجم) کتاب مناقب الانصار باب اسلام عمر بن الخطاب جلد 7 صفحہ 346-347)

جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ حضرت عمرؓ نے عاص بن وائل کی پناہ کو ایک وقت میں ردّ کر دیا تھا۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت عمرؓ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نہیں چاہتا تھا کہ کسی مسلمان کو مار پڑتے ہوئے دیکھتا رہوں اور مجھے نہ مارا جائے۔ آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا یہ تو کوئی بات نہیں۔ یہاں تک کہ مجھے بھی وہی تکلیف پہنچے جو دوسرے مسلمانوں کو پہنچ رہی ہے۔ آپؓ کہتے ہیں میں اس وقت تک رکا رہا یہاں تک کہ وہ لوگ کعبہ میں اکٹھے ہوئے۔ مَیں اپنے ماموں عاص بن وائل کے پاس گیا۔ مَیں نے کہا میری بات سنیں اس نے کہا مَیں کیا بات سنوں۔ آپؓ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ آپ کی پناہ آپ کو واپس لوٹاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ اے میرے بھانجے ایسا نہ کر۔ میں نے کہا: بس ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا: جیسے تمہاری مرضی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے پناہ واپس لوٹا دی تو اس کے بعد بس مَیں مار کھاتا اور مارتا ہی رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا کی۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 141 عمر بن الخطابؓ دار الکتب العلمیة 2003)

محمد بن عبید بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ہم بیت اللہ میں نماز ادا نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت عمرؓ اسلام لے آئے تو آپؓ نے ان کفار سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نماز ادا کرنے لگے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 143 اسلام عمرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے ہم عزت سے ہی رہے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی باب حضرت عمرؓ حدیث 3684)

جو بعد کی سختیاں تھیں سختیاں تو وہی جاری رہی ہیں لیکن پہلی سختیوں کے مقابلے میں یہ لوگ ان سختیوں کو سختیاں نہیں سمجھتے تھے حالانکہ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کو بھی سختیاں جھیلنی پڑیں۔

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میرے نفس کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: نہیں۔ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک مَیں تمہارے نفس سے زیادہ تمہیں محبوب نہ ہو جاؤں۔ یہ بڑی ضروری چیز ہے۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ سے عرض کیا۔ اللہ کی قسم! اب آپؐ مجھے میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اب ہے عمرؓ، اب ہے عمرؓ۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان والنذور باب کیف کانت یمین النبی ﷺ۔ حدیث 6632)

یعنی اب ٹھیک ہے۔ یہ ہے ایمان کی حالت۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عمرؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مجھے علی بن ابو طالبؓ نے بتایا کہ مَیں مہاجرین میں سے کسی کو نہیں جانتا جس نے چھپ کر ہجرت نہ کی ہو سوائے حضرت عمر بن خطابؓ کے۔ جب آپؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو آپؓ نے تلوار لٹکائی، کندھے پر اپنی کمان رکھی، تیر ہاتھ میں لیے اور نیزہ پکڑے ہوئے کعبہ کی طرف گئے۔ سردارانِ قریش اس کے صحن میں تھے۔ آپؓ نے وقار کے ساتھ کعبہ کے سات چکر لگائے۔ پھر آپؓ مقام ابراہیم پر آئے اور اطمینان سے نماز ادا کی۔ پھر آپؓ ہر گروہ کے پاس ایک ایک کر کے کھڑے ہوئے اور ان سے کہا: چہرے بگڑ جائیں اللہ ناکوں کو خاک آلودہ کر دے۔ جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اسے کھوئے اس کی اولاد یتیم ہو اور اس کی بیوی بیوہ ہو وہ اس وادی کے پار مجھے مل لے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا سوائے چند کمزور مسلمانوں کے کسی نے پیچھا نہ کیا اور آپؓ نے انہیں معلومات فراہم کیں اور ان کی رہنمائی کی۔ پھر اپنے رستے پر چل پڑے۔ (اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد نمبر 3 صفحہ 649648- عمر بن الخطاب ھجرتہ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت عمرؓ کی اس طرح کھل کے ہجرت کرنے کے بارے میں حضرت علیؓ کی صرف یہی ایک روایت ہے جو بیان کی جاتی ہے لیکن کئی سیرت نگار اس سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ محمد حسین ہیکل نے حضرت عمرؓ کی سیرت و سوانح پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے۔ اس نے اس بحث کو اٹھایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ خاموشی سے چپکے سے اور چھپ کر مکہ سے نکلیں تا کہ مخالفین کو علم نہ ہو مبادا وہ روک پیدا کریں اور مزید تنگ کریں۔ تو اس واضح حکم کے ہوتے ہوئے حضرت عمرؓ کیسے اس کی نافرمانی کر سکتے تھے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ طبقات ابن سعد اور ابن ہشام میں وضاحت سے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بھی دیگر مسلمانوں کی طرح چپکے سے ہجرت کی تھی۔ بہر حال اگر حضرت علیؓ کی روایت کو کسی طرح صحیح قرار دینا بھی ہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا ہو اور اس وقت ہجرت نہ کی ہو۔ کعبہ میں کھڑے ہو کر سرداروں کے سامنے جو اعلان کیا تھا کہ مَیں جا رہا ہوں مجھے روک لینا لیکن ہجرت نہ کی ہو اور جب ہجرت کا پروگرام بنا تو خاموشی سے ہجرت کی۔ بہر حال ہیکل کی یہ بات اپنے اندر وزن رکھتی ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ طبقات ابن سعد اور ابن ہشام بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ لگتا یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے بھی دیگر مسلمانوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خاموشی سے ہجرت کی ہو گی کیونکہ مکہ میں جیسے حالات تھے ان کے پیش نظر کھلم کھلا ایسا کرنا ممکن نہیں تھا بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فتح مکہ تک جس نے بھی ہجرت کی اس نے خاموشی سے ہجرت کرنے میں ہی عافیت جانی۔ بہر حال اگر حضرت علیؓ کی اس روایت کو صحیح بھی مانا جائے تو ہو سکتا ہے کہ انفرادی فعل ہو لیکن بظاہر شواہد یہی ہیں کہ لگتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

(الفاروق عمر از محمد حسین ہیکل جزء 1 صفحہ 53-54 باب فی صحبة النبی ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2007ء)

حضرت بَرَاء بن عَازِبؓ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مہاجرین میں سے جو ہمارے پاس آئے وہ حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ تھے جو بنو عبدالدار میں سے تھے۔ پھر حضرت ابن ام مکتومؓ آئے جو نابینا تھے اور بنو فِہر میں سے تھے۔ پھر حضرت عمر بن خطابؓ بیس لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر آئے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ میرے پیچھے ہی ہیں یعنی کچھ عرصہ بعد آ جائیں گے۔ پھر کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ (اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد 4 صفحہ 145 دار الکتب العلمیة بیروت لبنان 2003ء)

اگر یہ روایت صحیح ہے تو پھر زیادہ قوی امکان یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے کسی وقت مجلس میں ہجرت کا ذکر کر دیا ہو اور جوش میں کہہ دیا ہو کہ مجھے روک کر دکھانا لیکن ہجرت خاموشی سے ہی کی ہے کیونکہ یہ روایت بھی آتی ہے کہ بیس لوگ آپ

ارشاد باری تعالیٰ

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ اِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

(سورۃ یٰس، آیت 31)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

طالبِ دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۖ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (سورۃ طٰہٰ، آیت 115)

ترجمہ: پس اللہ سچا بادشاہ بہت رفیع الشان ہے، پس قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے۔ اور یہ کہا کر کہ اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھا دے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

کے ساتھ تھے۔ بہرحال واللہ اعلم۔ حضرت عمرؓ مدینہ پہنچ کر قُبا میں رِفاعہ بن عبدالمنذِ ر کے مہمان ہوئے۔
(سیر الصحابہ جلد 1 صفحہ 93 مکتبہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی 2004ء)

قُبا جیسا کہ ہم جانتے ہیں مدینے سے تین میل کے فاصلے پر اس کی بالائی آبادی ہے اور یہاں انصار کے کچھ خاندان آباد تھے۔ ان سب میں ممتاز عمرو بن عوف کا خاندان تھا۔ اس خاندان کے سردار کلثوم بن ہِدْم تھے۔ قُبا پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے مکان پر قیام فرمایا تھا۔ (فرہنگ سیرت صفحہ 230)

حضرت عمرؓ کی مؤاخات کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی لیکن یہ مؤاخات بھی دو مواقع پر ہوئی تھی ایک دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ ہجرت کے بعد مدینہ میں۔ مکہ میں جو مؤاخات قائم فرمائی تھی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ حضرت علیؓ کو رکھا تھا اور حضرت ابوبکرؓ کی حضرت عمرؓ کے ساتھ مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ بہرحال مؤاخات قائم ہونے کے یہ دونوں علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں۔ مدینہ میں مہاجر اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عُوَیم بن سَاعِدَہؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطابؓ کی مؤاخات حضرت عِتْبَان بن مالِکؓ کے ساتھ قائم فرمائی تھی۔ ایک اَور روایت کے مطابق حضرت عمرؓ کی مؤاخات حضرت مُعاذ بن عَفْرَاءؓ سے قائم فرمائی تھی۔
(سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد جلد 3 صفحہ 363 فی مواخاتہ ﷺ بین اصحابہ رضی اللہ عنہم۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 206 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے تو یہ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مؤاخات حضرت عِتْبَان بن مالِکؓ سے ہوئی تھی۔
(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین صفحہ 277)

اذان کی ابتدا کے بارے میں ایک روایت یوں ملتی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور میں نے آپؐ کو خواب سنائی۔ یہ حضرت عبداللہ کے ضمن میں بھی ذکر ہو چکا ہے تو یہاں بھی حضرت عمرؓ کا کیونکہ ذکر ہے اس لیے کچھ تھوڑا سا حصہ بیان کر دیتا ہوں یا دوسری روایات میں دیکھ کے کر دیتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً یہ رؤیا سچی ہے جو خواب بیان کی۔ تم بلالؓ کے ساتھ جاؤ کیونکہ وہ تمہاری نسبت زیادہ بلند آواز والے اور منادی کرنے والے ہیں۔ ان کو بتاتے جاؤ جو تمہیں بتایا گیا ہے۔ پس وہ اس کی منادی کرے۔ وہ یعنی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے نماز کیلئے حضرت بلالؓ کی آواز سنی تو حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہؐ! اس کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے یقیناً مَیں نے بھی وہی دیکھا ہے جیسا کہ اس نے اذان میں کہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس تمام حمد اللہ ہی کیلئے ہے۔ یہ بات زیادہ پختہ ہے۔
(سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی بدء الاذان حدیث 189)

حضرت مصلح موعودؓ اس کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ ایک صحابی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رؤیا کے ذریعہ سے اذان سکھائی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی رؤیا پر انحصار کرتے ہوئے مسلمانوں میں اذان کا رواج ڈالا۔ بعد میں قرآنی وحی نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے یہی اذان سکھائی تھی مگر بیس دن تک میں خاموش رہا۔ اس خیال سے کہ ایک اَور شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کر چکا ہے۔‘‘ کیونکہ یہ پہلے بیان ہو چکی تھی اس لیے میں خاموش رہا کہ بیان کی ضرورت نہیں۔ ’’اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ یَرٰی اَوْ یُرٰی لَہٗ۔ یعنی مومن کو کبھی تو براہ راست خبر دی جاتی ہے کبھی دوسروں کی معرفت اسے خبر پہنچائی جاتی ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 624-625)

باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

اس وقت مختصراً میں اس طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ آج رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ اس کو صرف رمضان کے آخری جمعہ کے طور پر نہ لیں بلکہ یہ جمعہ ہمارے لیے آئندہ کیلئے نئی راہیں متعین کرنے والا ہونا چاہیے۔ رمضان میں جن باتوں کی طرف توجہ ہوئی ہے اور جو نیکیاں کرنے کی توفیق ملی ہے انہیں رمضان کے بعد بھی ہمیں جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ اس میں ترقی کرنی چاہیے ورنہ رمضان میں سے گزرنا ہمارے لیے بے فائدہ ہے اگر ہم ان نیکیوں اور پاکیزہ تبدیلیوں کو قائم نہیں رکھتے اور اس میں ترقی نہیں کرتے۔ گذشتہ جمعہ کو مَیں نے درود اور استغفار کی طرف توجہ دلائی تھی وہ صرف رمضان تک ہی محدود نہ رہے کہ رمضان گزرا اور ہم دنیاوی کاموں میں اس طرح غرق ہو جائیں کہ دعاؤں اور استغفار کو بھول ہی جائیں۔ اس طرف بھی مَیں نے خاص طور پر کہا تھا کہ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ فی زمانہ جب دجالی چالیں نئے نئے حربے استعمال کر رہی ہیں۔ دنیا کی چکا چوند نے اکثریت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ہمارے نوجوان اور بچے بھی بعض اوقات اسکے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ ایسے میں ہمیں اپنے لیے بھی بہت دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان شیطانی حملوں سے دجالی حملوں سے بچا کے رکھے۔

اور اپنے بچوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر اپنے ساتھ لگا کر ایک ان کا خاص تعلق اپنے ساتھ پیدا کر کے انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بھی بتانے کی ضرورت ہے اور پھر مکمل یقین کروا کر، بچوں کے دلوں میں مکمل یقین پیدا کروا کر پھر انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا چمٹائیں کہ ان کا کوئی فعل، کوئی عمل، کوئی کام، ان کی کوئی سوچ خدا تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ ہو، اس کی تعلیم کے خلاف نہ ہو۔ ہر دنیاوی سوچ اور فتنہ کا ان کے پاس جواب ہو، یہ نہیں کہ بعض چیزوں کے جواب نہیں آتے اور دوسروں سے وہ متاثر ہو جائیں، اور اس جواب کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ان فتنوں سے محفوظ رکھنے والے بن سکیں۔ اور یہی ہماری نسلوں کی زندگیوں کو سنوارنے اور ان کی بقا کی ضمانت ہے اور ہر قسم کے فتنوں سے اپنی نسل کو بچانے کا یہی صحیح طریق ہے لیکن یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم خود بھی ایمان اور یقین میں اپنے اعلیٰ معیار حاصل نہیں کرتے، اس معیار تک نہیں پہنچتے جو ایک مومن کا خاصہ ہونا چاہئے۔ یہ اس وقت ممکن ہو گا جب ہمارا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط ہو گا۔ ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں معیاری ہوں گی۔ ہم اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنے والے ہوں گے کہ ہم نے کیوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم پر عائد ہوتی ہے کہ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے، اپنے اعمال پر مستقل نظر رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کو بچانے کا ذریعہ بنیں۔ بے حیائی اور لغویات کی انتہا جتنی آج کل ہے شاید ہی پہلے کبھی ہو۔ ہر گھر میں ٹی وی کے ذریعہ سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سے یہ چیز پہنچی ہوئی ہے۔ پہلے تو باہر جا کے خطرہ ہوتا تھا اب تو گھروں کے اندر خطرہ ہے۔ چھپ کے بچے بیٹھ کے دیکھ رہے ہیں۔ پتہ ہی نہیں لگتا کیا کچھ دیکھ رہے ہیں۔ پس بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

جو بزرگوں کی یا ابتدائی احمدیوں کی یا ان احمدیوں کی اولادیں ہیں جنہوں نے خود بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی ہے، زمانہ کے امام کو مانا ہے اور اپنے ایمانوں کو بچانے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہے اور کرتے رہے۔ قربانی دی۔ انہیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھیں گے تبھی ہم اپنے آپ کو بھی بچا سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچا سکتے ہیں۔ کوئی خاندان چاہے وہ بزرگوں کا خاندان ہو یا کسی بزرگ کی جو اولاد ہے اُسے اسکا خاندان اور بزرگی یہ ضمانت نہیں دے سکتے کہ ضرور اللہ تعالیٰ انہیں نوازتا رہے گا یا ان سے راضی رہے گا۔ ہر شخص کا عمل بہرحال اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے۔ اپنے عمل ہی ہیں جو ہمیں بچائیں گے۔ کسی کی رشتہ داری، کسی کا خاندان کسی کو نہیں بچا سکتا۔ اس لیے اس کیلئے ہمیشہ بہت دعا بھی کرنی چاہئے۔ اپنی دینی کمزوریوں پر نظر بھی رکھنی چاہئے۔ اپنے بچوں اور نسلوں کی دنیا سے زیادہ دین میں ترقی کیلئے دعا کرنی چاہئے۔ دنیاوی ترقی کیلئے ہم بہت دعائیں کرتے ہیں دین کی ترقی کیلئے اُس سے زیادہ دعا کرنی چاہئے۔

اسی طرح جو خود احمدی ہوئے ہیں انہیں بھی اپنی سوچوں کو، اپنے عمل کو اس نہج پر چلانا ہو گا تبھی ہماری بھی بقا ہے اور ہماری نسلوں کی بھی بقا ہے۔ پس رمضان کے ان بقیہ ایام میں اس کیلئے بھی بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہماری نسلوں کے دین کو سلامت رکھے اور ہماری روحانی ترقی ہو۔ رمضان کے بعد بھی ہماری عبادتوں کے معیار اونچے سے اونچے ہوتے رہیں۔ ہمارا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم ہو۔ ہم دجال کی چالوں میں آنے سے محفوظ رہیں۔ صرف دنیاوی آسائشیں ہمارا مقصود نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دینی اور دنیاوی نعماء سے نوازے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بناتے ہوئے ہمیشہ اس کے آگے جھکنے والا بنائے رکھیں ہمیشہ اس کا کامل عابد بنائے رکھیں۔

اسی طرح اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل جو کورونا کی وبا پھیلی ہوئی ہے جس نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اس سے بچنے کیلئے اور اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کیلئے بھی خاص طور پر بہت دعائیں کریں۔ اسی طرح خاص طور پر جن ممالک میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر ہے اور زندگیاں ان کیلئے اجیرن کی ہوئی ہیں ان کیلئے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ پاکستان کے احمدی جو ہیں ان کو تو خاص طور پر صدقہ اور خیرات اور دعاؤں پر، ان دنوں میں بھی اور بعد میں بھی، ہمیشہ بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی یہ جو کوششیں ہیں دشمن کے ہر حیلے اور حربے کو ناکام و نامراد کر دیں گی۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ دعائیں جو ہیں یہ بہت پڑھیں لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ صرف زبانی دعائیں کام نہیں آتیں، لوگ خطوں میں پوچھ لیتے ہیں کہ مَیں کون سی دعا کروں؟ جب تک ہم اپنی نمازوں کو سنوار کے نہیں پڑھیں گے، جب تک ان کے حق نہیں ادا کریں گے منہ سے صرف ساری دعائیں کرنا کام نہیں آتا۔ نمازوں کا جس طرح اہتمام رمضان میں ہے یہ بعد میں بھی جاری رہنا چاہیے تبھی اللہ تعالیٰ کے رحم اور نصرت کو ہم حقیقی رنگ میں جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔

اسی طرح ہر قسم کے فتنے سے بچنے کیلئے بھی بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس رمضان میں جو بقایا چار پانچ دن رہ گئے ہیں ان میں کامیابی سے گزرنے والے ہوں اور پھر رمضان کے بعد ان نیکیوں کو جاری رکھنے والے ہوں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم اپنی دعاؤں کے دائرے کو جتنا وسیع کریں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے فضل ہم پر ہوں گے۔ اس لیے خاص طور پر ہر احمدی کو ہر احمدی کی ہر قسم کی مشکلات دور ہونے کیلئے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہیے اس سے غیر محسوس طور پر آپس کی محبت اور بھائی چارے اور تعلق کی فضا بھی پیدا ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ تو ملے گا ہی لیکن ایک عملی فائدہ بھی ہو گا کہ زیادہ پیار و محبت پیدا ہو گا۔

عمومی طور پر مسلم امہ کیلئے بھی دعا کریں۔ جس طرف یہ چل پڑی ہے اور جو زمانے کے امام کا انکار کر کے اپنی دنیا و عاقبت خراب کر رہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے۔ انسانیت کیلئے مجموعی طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی صحیح رستے پر چلائے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کی توفیق دے۔ بہرحال ہمارا کام ہے دعائیں کرنا اور دعائیں کرنا اور دعائیں کرتے چلے جانا۔ رمضان میں بھی اور رمضان کے بعد بھی۔ سب کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگر تم اس وقت زمین میں خلیفۃ اللہ کو دیکھو تو اس سے وابستہ ہو جاؤ خواہ تمہارا جسم لہولہان ہو جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے اور اگر خلیفۃ اللہ کو نہ دیکھو تو زمین میں کہیں بھاگ جاؤ خواہ مر ہی جاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 403)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

نبیوں کا سردار ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بستر میں سادگی

آپ کا بستر بھی نہایت سادہ ہوتا تھا۔ بِالعموم ایک چمڑا یا اُونٹ کے بالوں کا ایک کپڑا ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارا بستر اتنا چھوٹا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عبادت کیلئے اُٹھتے تو میں ایک طرف ہو کر لیٹ جاتی تھی اور بوجہ اسکے کہ بستر چھوٹا ہوتا تھا، جب آپ عبادت کیلئے کھڑے ہوجاتے تو میں ٹانگیں لمبی کرلیا کرتی اور جب آپ سجدہ کرتے تو میں ٹانگیں سمیٹ لیا کرتی۔

مکان اور رہائش میں سادگی

رہائشی مکان کے متعلق بھی آپ سادگی کو پسند کرتے تھے۔ بِالعموم آپ کے گھروں میں ایک ایک کمرہ ہوتا تھا اور چھوٹا سا صحن۔ اس کمرہ میں ایک رسّی بندھی ہوئی ہوتی تھی جس پر کپڑا ڈال کر ملاقات کے وقت میں آپ اپنے ملنے والوں سے علیحدہ بیٹھ کر گفتگو کرلیا کرتے تھے۔ چارپائی آپ استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ زمین پر ہی بستر بچھا کر سوتے تھے۔ آپ کی رہائش کی سادگی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حضرت عائشہؓ نے آپ کی وفات کے بعد فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں کئی دفعہ صرف پانی اور کھجور پر ہی گزارہ کرنا پڑتا تھا یہاں تک کہ جس دن آپ کی وفات ہوئی اُس دن بھی ہمارے گھر میں سوائے کھجور اور پانی کے کھانے کیلئے اور کچھ نہیں تھا۔

خدا تعالیٰ سے محبت اور اُسکی عبادت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی عشقِ الٰہی میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے باوجود بہت بڑی جماعتی ذمہ داری کے دن اور رات آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نصف رات گزرنے پر آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کیلئے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک عبادت کرتے رہتے یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور آپ کے دیکھنے والوں کو آپ کی حالت پر رحم آتا تھا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایسے ہی موقع پر کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ تو خدا تعالیٰ کے پہلے ہی مقرب ہیں آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

جب یہ بات سچی ہے کہ خدا تعالیٰ کا میں مقرب ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا ہے تو کیا میرا یہ فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے میں اُس کا شکریہ ادا کروں، کیونکہ آخر شکر احسان کے مقابل پر ہی ہوا کرتا ہے۔

آپ کوئی بڑا کام بغیر اذنِ الٰہی کے نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے حالات میں لکھا جاچکا ہے کہ باوجود مکہ کے لوگوں کے شدید ظلموں کے آپ نے مکہ اُس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل نہ ہوئی اور وحی کے ذریعہ سے آپ کو مکہ چھوڑنے کا حکم نہ دیا گیا۔ اہل مکہ کے ظلموں کی شدت کو دیکھ کر آپ نے جب صحابہؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی اور انہوں نے آپ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ بھی ان کے ساتھ چلیں، تو آپ نے فرمایا مجھے ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اِذن نہیں ملا۔ ظلم اور تکلیف کے وقت جب لوگ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے اِردگرد اکٹھا کر لیتے ہیں آپ نے اپنی جماعت کو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے جانے کی ہدایت کی اور خود اکیلے مکہ میں رہ گئے، اس لئے کہ آپ کے خدا نے آپ کو ابھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

خدا کا کلام آپ سنتے تو بے اختیار ہو کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ خصوصاً وہ آیات جن میں آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا قرآن شریف کی کچھ آیات پڑھ کر مجھے سناؤ۔ میں نے اس کے جواب میں کہا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے میں آپ کو کیا سناؤں؟ آپ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بھی قرآن پڑھوا کر سنوں۔ اِس پر میں نے سورۂ نساء پڑھ کر سنانی شروع کی۔ جب پڑھتے پڑھتے میں اِس آیت پر پہنچا کہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ یعنی اُس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے اس کے نبی کو اس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اسکا حساب لیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ’’بس کرو۔ بس کرو‘‘ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔

نماز کی پابندی کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ سخت بیماری کی حالت میں بھی جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گھر میں نماز پڑھ لینے اور لیٹ کر پڑھ لینے تک کی اجازت بھی ہوتی ہے آپ سہارا لے کر مسجد میں نماز پڑھانے کیلئے آتے۔ ایک دن آپ نماز کیلئے نہ آسکے تو حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ لیکن اتنے میں طبیعت میں کچھ سہولت معلوم ہوئی تو فوراً دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف چل دیئے مگر کمزوری کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ چلنے میں آپ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔

دنیا میں خوشنودی اور توجہ دلانے کیلئے تالیاں پیٹی جاتی ہیں عربوں میں بھی یہی رواج تھا مگر آپ کو خدا تعالیٰ کی یاد اور اُس کا ذکر اتنا پسند تھا کہ اس غرض کیلئے بھی ذکر الٰہی ہی استعمال کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکر! نماز پڑھا دیں۔ پھر کام سے فارغ ہو کر آپ بھی فوراً مسجد کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب نماز پڑھنے والوں کو معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے ہیں تو انہوں نے بیتاب ہو کر تالیاں بجانی شروع کر دیں جس سے ایک طرف تو یہ بتانا مقصود تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ان کے دل بے انتہاء خوش ہو گئے ہیں اور دوسری طرف ابوبکرؓ کو توجہ دلانا مطلوب تھا کہ اب آپ کی امامت ختم ہوئی اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امام کی جگہ چھوڑ دی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر! جب میں نے تم کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا تو تم میرے آنے پر پیچھے کیوں ہٹ گئے؟ ابوبکرؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اللہ کے رسول کی موجودگی میں ابوقحافہ کا بیٹا کیا حیثیت رکھتا تھا کہ نماز پڑھائے۔ پھر آپ صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تالیاں پیٹنے سے تمہاری کیا غرض تھی۔ خدا کے ذکر کے وقت تالیوں کا بجانا تو مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے۔ جب نماز کے وقت کوئی ایسی بات ہو کہ اُس کی طرف توجہ دلانی ضروری ہو تو بجائے تالیاں بجانے کے خدا کا نام بلند آواز سے لیا کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو دوسروں کو اس واقعہ کی طرف خود بخود توجہ ہوجائے گی۔ مگر اسکے ساتھ ہی آپ تکلف کی عبادت بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گھر میں گئے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رسّی کیوں بندھی ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت زینبؓ کی رسّی ہے جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اِس رسّی کو پکڑ کر سہارا لے لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے یہ رسّی کھول دو۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اتنی دیر عبادت کیا کرے جب تک اُس کے دل میں بشاشت رہے جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے اس قسم کی تکلف والی عبادت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

شرک سے آپ کو اس قدر نفرت تھی کہ وفات کے وقت جبکہ آپ جان کندن کی تکلیف میں کبھی دائیں کروٹ لیٹتے اور کبھی بائیں کروٹ لیٹتے اور یہ فرماتے جاتے تھے خدا ان یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے۔ یعنی وہ نبیوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں اور اُن سے دعائیں کرتے ہیں۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم اگر میرے بعد ایسا ہی فعل کرے گی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ میری دعاؤں کی مستحق ہوگی بلکہ میں اس سے کلی طور پر بیزار رہوں گا۔

خدا تعالیٰ کیلئے آپ کی غیرت کا ذکر آپ کی زندگی کے تاریخی واقعات میں آچکا ہے۔ مکہ کے لوگوں نے آپ کے سامنے ہر قسم کی رشوتیں پیش کیں تا آپ بتوں کی تردید کرنا چھوڑ دیں اور آپ کے چچا ابوطالب نے بھی آپ سے اس امر کی سفارش کی اور کہا کہ اگر تم نے یہ بات نہ مانی اور میں نے تمہارا ساتھ بھی نہ چھوڑا تو پھر میری قوم مجھے چھوڑ دے گی تو اس پر آپ نے فرمایا اے چچا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدائے واحد کی توحید کو پھیلانے سے نہیں رُک سکتا۔

اسی طرح اُحد کے موقع پر جب مسلمان زخمی اور پراگندہ حالت میں ایک پہاڑی کے نیچے کھڑے تھے اور دشمن اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ اس خوشی میں نعرے لگا رہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کی طاقت توڑ دی ہے۔ اور ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعْلُ هُبَل۔ اُعْلُ هُبَل۔ یعنی ہبل کی شان بلند ہو، ہبل کی شان بلند ہو۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو جو دشمن کی نظروں سے چھپے کھڑے تھے اور اِس چھپنے میں ہی اُن کی خیر تھی حکم دیا کہ جواب دو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ اللہ ہی سب سے بلند اور جلال والا ہے۔ اللہ ہی غلبہ اور جلال رکھتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کیلئے جو غیرت تھی اُس کی ایک اور عظیم الشان مثال بھی آپ کی زندگی میں ملتی ہے۔ اسلام سے پہلے عام طور پر مختلف مذاہب میں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ انبیاء کی خوشی اور غم پر زمین اور آسمان میں تغیر ظاہر ہوتے ہیں اور اجرامِ فلکی ان کے قبضے میں ہوتے ہیں چنانچہ کسی نبی کے متعلق یہ آتا تھا کہ اُس نے سورج کو کہا ٹھہر جا اور وہ ٹھہر گیا۔ کسی کے متعلق آتا تھا کہ اُس نے چاند کی گردش روک دی اور کسی کے متعلق آتا تھا کہ اُس نے پانی کے بہاؤ کو بند کر دیا۔ مگر اسلام نے اس قسم کے خیالات کی غلطی ظاہر کی اور یہ بتایا کہ درحقیقت یہ استعارے ہیں جن سے لوگ بجائے فائدہ اُٹھانے کے اُلٹے غلطیوں اور وہموں میں مبتلا ہوجاتے ہیں لیکن باوجود ان تشریحات کے کچھ لوگوں کے دلوں میں اِس قسم کے خیالات کا اثر باقی رہ گیا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں آپ کے اکلوتے صاحبزادے ابراہیم اڑھائی سال کی عمر میں فوت ہوئے تو اتفاقاً اُس دن سورج کو بھی گرہن لگ گیا اُس وقت چند ایسے ہی لوگوں نے مدینہ میں یہ مشہور کر دیا کہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی وفات پر سورج تاریک ہوگیا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ خوش نہ ہوئے آپ خاموش بھی نہ رہے بلکہ بڑی سختی سے آپ نے اِس کی تردید کی اور فرمایا۔ چاند اور سورج تو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کو ظاہر کرنے والی ہستیاں ہیں ان کا کسی بڑے یا چھوٹے انسان کی موت یا زندگی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

جب کوئی شخص عرب کے محاورہ کے مطابق یہ کہہ دیتا کہ فلاں ستارہ کے فلاں بُرج میں ہونے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے تو آپ کا چہرہ متغیر ہوجاتا اور آپ فرماتے اے لوگو! خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو دوسروں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو۔ بارشیں وغیرہ سب خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق ہوتی ہیں کسی دیوی دیوتا کی یا کسی اور روحانی طاقت کی مہربانی اور بخشش کے ساتھ نازل نہیں ہوا کرتیں۔

(نبیوں کا سردار، صفحہ 263 تا 270، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(301) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے بیوہ مرحومہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم نے کہ جب مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیمار ہوئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات شدت تکلیف کے وقت نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو میں حضرت صاحب سے ملنے کیلئے جاؤنگا۔ گویا وہ سمجھتے تھے کہ میں کہیں باہر ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زارزار رو پڑتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا۔تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ابھی سواری منگاؤ اور مجھے لے چلو۔ایک دن جب ہوش تھی کہنے لگے جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں مر چلا ہوں مجھے صرف دُور سے کھڑے ہوکر اپنی زیارت کراجائیں۔اور بڑے روئے اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں۔حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کے ملنے کو نہیں چاہتا! مگر بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔مولویانی مرحومہ کہتی تھیں کہ اس وقت تمہاری والدہ پاس تھیں انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں جاتا ہوں مگر تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہوجائے گا۔ خیر حضرت صاحب نے پگڑی منگا کر سر پر رکھی اور ادھر جانے لگے۔میں جلدی سے سیڑھیاں چڑھ کر آگے چلی گئی تا کہ مولوی صاحب کو اطلاع دوں کہ حضرت صاحب تشریف لاتے ہیں۔جب میں نے مولوی صاحب کو جا کر اطلاع دی تو انہوں نے الٹا مجھے ملامت کی کہ تم نے حضرت صاحب کو کیوں تکلیف دی؟ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیوں تشریف نہیں لاتے؟ میں نے کہا کہ آپ نے خود تو کہا تھا۔انہوں نے کہا کہ وہ تو میں نے دل کا دکھڑا رویا تھا۔تم فوراً جاؤ اور حضرت صاحب سے عرض کرو کہ تکلیف نہ فرمائیں میں بھاگی گئی تو حضرت صاحب سیڑھیوں کے نیچے کھڑے اوپر آنے کی تیاری کررہے تھے۔میں نے عرض کردیا کہ حضور آپ تکلیف نہ فرماویں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے بہت محبت تھی اور یہ اسی محبت کا تقاضا تھا کہ آپ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے چنانچہ باہر مسجد میں کئی دفعہ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے مگر میں ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔چنانچہ آخر مولوی صاحب اسی مرض میں فوت ہوگئے مگر حضرت صاحب ان کے پاس نہیں جاسکے بلکہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی رہائش کا کمرہ بھی بدل لیا تھا کیونکہ جس کمرہ میں آپ رہتے تھے وہ چونکہ مولوی صاحب کے مکان کے بالکل نیچے تھا اس لئے وہاں مولوی صاحب کے کراہنے کی آواز پہنچ جاتی تھی جو آپ کو بیتاب کردیتی تھی۔اور مولوی صاحب مرحوم چونکہ مرض کاربنکل میں مبتلا تھے اس لئے ان کا بدن ڈاکٹروں کی چیرا پھاڑی سے چھلنی ہوگیا تھا اور وہ اس کے درد میں بے تاب ہوکر کراہتے تھے۔

نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم حضرت صاحبؑ کے مکان کے اس حصہ میں رہتے تھے جو مسجد مبارک کے اوپر کے صحن کے ساتھ ملحق ہے اس مکان کے نیچے خود حضرت صاحب کا رہائشی کمرہ تھا۔مولوی عبدالکریم صاحب کے علاوہ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے بھی حضرت صاحب کے مکان کے مختلف حصوں میں رہتے تھے اور شروع شروع میں جب نواب محمد علی خان صاحب قادیان آئے تھے تو ان کو بھی حضرت صاحب نے اپنے مکان کا ایک حصہ خالی کردیا تھا۔مگر بعد میں انہوں نے خود اپنا مکان تعمیر کروا لیا۔اسی طرح شروع میں مفتی محمد صادق صاحب کو بھی آپ نے اپنے مکان میں جگہ دی تھی۔مولوی محمد احسن صاحب بھی کئی دفعہ حضرت صاحب کے مکان پر ٹھہرتے تھے۔ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب بھی جب فیملی کے ساتھ آتے تھے تو عموماً حضرت صاحب ان کو اپنے مکان کے کسی حصہ میں ٹھہراتے تھے۔ دراصل حضرت صاحب کی یہ خواہش رہتی تھی کہ اس قسم کے لوگ حتّی الوسع آپ کے قریب ٹھہریں۔

(302) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مفتی محمد صادق صاحب نے کہ ایک دفعہ جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کے کمرہ کا دروازہ زور سے کھٹکا اور سید آل محمد صاحب امروہوی نے آواز دی کہ حضور میں ایک نہایت عظیم الشان فتح کی خبر لایا ہوں۔حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جا کر ان کی بات سن لیں کہ کیا خبر ہے۔ میں گیا اور سید آل محمد صاحب سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کا فلاں مولوی سے مباحثہ ہوا تو مولوی صاحب نے اُسے بہت سخت شکست دی اور بڑا رگیدا اور وہ بہت ذلیل ہوا وغیرہ وغیرہ اور مولوی صاحب نے مجھے حضرت صاحب کے پاس روانہ کیا ہے کہ جا کر اس عظیم الشان فتح کی خبر دوں۔مفتی صاحب نے بیان کیا کہ میں نے واپس آکر حضرت صاحب کے سامنے آل محمد صاحب کے الفاظ دہرا دیئے ۔حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا۔ (کہ ان کے اس طرح دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے) ’’میں سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہو گیا ہے۔‘‘ مفتی صاحب کہتے تھے کہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کو یورپ میں اسلام قائم ہوجانے کا کتنا خیال تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو تبلیغ کیلئے سب جگہیں برابر ہیں اور ہر غیر مسلم ایک سا مستحق ہے کہ اس تک حق پہنچایا جاوے اور ہر غیر مسلم کا مسلمان ہونا ہمارے لئے ایک سی خوشی رکھتا ہے خواہ کوئی بادشاہ ہو یا ایک غریب بھنگی لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ بعض اوقات ایک خاص قوم یا خاص مُلک کے متعلق حالات ایسے جمع ہوجاتے ہیں کہ اسکی تبلیغ خاص رنگ پیدا کرلیتی ہے۔آجکل یورپ مسیحیت اور مادیت کا گھر ہے۔ پس لاریب اس کا مسلمان ہونا اسلام کی ایک عظیم الشان فتح ہے۔

(303) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مفتی محمد صادق صاحب نے کہ ایک دفعہ ہم چند دوست مسجد میں بیٹھے ہوئے خواجہ کمال الدین صاحب کی عادتِ نسیان کے متعلق باتیں کررہے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اندر سے ہماری باتوں کو سن لیا اور کھڑکی کھول کر مسجد میں تشریف لے آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ کیا باتیں کرتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ حضور خواجہ صاحب کے حافظہ کا ذکر ہورہا تھا۔آپ ہنسے اور فرمایا کہ ہاں خواجہ صاحب کے حافظہ کا تو یہ حال ہے کہ ایک دفعہ یہ رفع حاجت کیلئے پاخانہ گئے اور لوٹا وہیں بھول آئے اور لوگ تلاش کرتے رہے کہ لوٹا کدھر گیا۔آخر لوٹا پاخانہ میں ملا۔

مفتی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت اقدس علیہ السلام اپنے خدام کے ساتھ بالکل بے تکلف رہتے تھے اور ان کی ساری باتوں میں شریک ہوجاتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجموعہ کی کاپیاں لکھی جارہی تھیں کہ مفتی صاحب امریکہ سے جہاں وہ تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے ہوئے تھے واپس تشریف لے آئے اور اپنی بعض تقریروں میں انہوں نے یہ باتیں بیان کیں۔خاکسار نے اس خیال سے کہ مفتی صاحب کا اس کتاب میں حصہ ہوجاوے، انہیں درج کردیا ہے۔

نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ یوں تو حضرت صاحب اپنے سارے خدام سے ہی بہت محبت رکھتے تھے لیکن میں محسوس کرتا تھا کہ آپ کو مفتی صاحب سے خاص محبت ہے۔ جب کبھی آپ مفتی صاحب کا ذکر فرماتے تو فرماتے ’’ہمارے مفتی صاحب‘‘ اور جب مفتی صاحب لاہور سے قادیان آیا کرتے تھے تو حضرت صاحب ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک محبت اور اس کے اظہار کے اقسام ہیں جنھیں نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض وقت لوگ غلط خیالات قائم کرلیتے ہیں۔انسان کی محبت اپنی بیوی سے اور رنگ کی ہوتی ہے اور والدین سے اور رنگ کی۔ رشتہ داروں سے اور رنگ کی ہوتی ہے اور دوسروں سے اور رنگ کی۔رشتہ داروں میں سے عمر کے لحاظ سے چھوٹوں سے اور رنگ کی محبت ہوتی ہے اور بڑوں سے اور رنگ کی۔خادموں کیساتھ اور رنگ کی ہوتی ہے اور دوسروں کے ساتھ اور رنگ کی۔دوستوں میں سے بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ محبت اور رنگ کی ہوتی ہے چھوٹوں کے ساتھ اور رنگ کی۔اپنے جذباتِ محبت پر قابو رکھنے والوں کیساتھ اور رنگ کی ہوتی ہے، اور وہ جن کی بات بات سے محبت ٹپکے اور وہ اس جذبہ کو قابو میں نہ رکھ سکیں انکے ساتھ اور رنگ کی وغیرہ وغیرہ۔ غرض محبت اور محبت کے اظہار کے بہت سے شعبے اور بہت سی صورتیں ہیں جن کے نظر انداز کرنے سے غلط نتائج پیدا ہوجاتے ہیں۔ان باتوں کو نہ سمجھنے والے لوگوں نے فضیلت صحابہؓ کے متعلق بھی بعض غلط خیال قائم کئے ہیں مثلاً حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ اور حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی مقابلۃً فضیلت کے متعلق مسلمانوں میں بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے مگر خاکسار کے نزدیک اگر جہات اور نوعیت محبت کے اصولوں کو مدنظر رکھا جاوے اور اس علم کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے اُس طریق اور اُن اقوال پر غور کیا جاوے جن سے لوگ عموماً استدلال پکڑتے ہیں تو بات جلد فیصلہ ہو جاوے۔حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے عزیز تھے اور بالکل آپ کے بچوں کی طرح آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اس لئے ان کے متعلق آپؐ کا طریق اور آپؐ کے الفاظ اور قسم کی محبت کے حامل تھے مگر حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ہم عمر اور غیر خاندان سے تھے اور سنجیدہ مزاج بزرگ آدمی تھے اسلئے ان کے ساتھ آپ کا طریق اور آپؐ کے الفاظ اور قسم کے ہوتے تھے، ہر دو کو اپنے اپنے رنگ کے معیاروں سے ناپا جاوے تو پھر موازنہ ہوسکتا ہے۔مفتی محمد صادق صاحب سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی ہی محبت تھی جیسے چھوٹے عزیزوں سے ہوتی ہے۔اور اسی کے مطابق آپکا ان کے ساتھ رویہ تھا۔لہٰذا مولوی شیر علی صاحب کی روایت سے یہ مطلب نہ سمجھنا چاہئے اور نہ غالباً مولوی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مفتی صاحب کے ساتھ مثلاً حضرت مولوی نورالدین صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب جیسے بزرگوں کی نسبت بھی زیادہ محبت تھی۔

(304) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک بادشاہ نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم اپنے ہنر اور کمال کا مجھے نمونہ دکھاؤ اور نمونہ بھی ایسا نمونہ ہو کہ اس سے زیادہ تمہاری طاقت میں نہ ہو۔گویا اپنے انتہائی کمال کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرو اور پھر اس بادشاہ نے ایک دوسرے اعلیٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم بھی اپنے کمال کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا کر پیش کرو اور ان دونوں کے درمیان اس بادشاہ نے ایک حجاب حائل کردیا۔کاریگر نمبر اول نے ایک دیوار بنائی اور اس کو نقش ونگار سے اتنا آراستہ کیا کہ بس حد کردی اور اعلیٰ ترین انسانی کمال کا نمونہ تیار کیا۔اور دوسرے کاریگر نے ایک دیوار بنائی مگر اسکے اوپر کوئی نقش ونگار نہیں کئے لیکن اس کو ایسا صاف کیا اور چمکایا کہ ایک مصفا شیشے سے بھی اپنے صیقل میں وہ بڑھ گئی۔پھر بادشاہ نے پہلے کاریگر سے کہا کہ اپنا نمونہ پیش کرو چنانچہ اس نے وہ نقش ونگار سے مزیّن دیوار پیش کی اور سب دیکھنے والے اُسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔پھر بادشاہ نے دوسرے کاریگر سے کہا کہ اب تم اپنے کمال کا نمونہ پیش کرو اس نے عرض کیا کہ حضور یہ

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مخالفین احمدیت کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوجائے گا، اس سلسلہ کا پھیلاؤ نہ صرف رُک جائے گا بلکہ آپ سے تعلق پکڑنے والی شاخیں سوکھ کر ختم ہوجائیں گی...... لیکن کم عقل اور اندھا دشمن یہ نہیں سمجھتا تھا کہ میں جس پر ہاتھ ڈال رہا ہوں یا جس پر ہاتھ ڈالنے کی خواہش رکھتا ہوں، جس کو ختم کرنے کی خواہش رکھتا ہوں وہ خدا کے ہاتھ کا بویا ہوا بیج ہے جس کے مقدر میں پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ جماعت کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری شدہ نظامِ خلافت سے بھی وہ تعلق اور محبت کا رشتہ رکھے ہوئے ہیں جس کے ذریعہ سے پھر اس پیغام کو، اُس مشن کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے، خدا تعالیٰ دنیا میں آگے سے آگے پھیلاتا چلا جا رہا ہے

جماعت احمدیہ کے جو جلسہ سالانہ ہر سال مختلف ممالک میں ہوتے ہیں اُن میں ہم ترقی دیکھتے ہیں اور جہاں خلیفہ وقت کی موجودگی ہو وہاں لوگوں کا خلافت کے ساتھ ایک خاص تعلق دیکھتے ہیں

پس یہ ایک ایسا نشان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت بھی ہے...... یہ خدا تعالیٰ کی تائیدی ہوائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے حق میں چل رہی ہیں، آپ کے بعد آپ کے جاری کردہ نظامِ خلافت کی تائید میں چل رہی ہیں

خلافت سے یہ محبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور آپ کی اُن دعاؤں کا نتیجہ ہے جو قدرتِ ثانیہ کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھیں، پس ان محبتوں کو کون دل سے نکال سکتا ہے جو خالصتاً خدا تعالیٰ کی خاطر ہوں...... اگر یہ جماعت کسی انسان کی کوشش سے بنائی ہوئی ہوتی تو یوں محبتیں دل میں پیدا نہ ہوتیں، محبتیں اس طرح نہ گڑھ جاتیں کہ دُور بیٹھے ہوئے اس محبت کا احساس اور اظہار کر رہے ہیں

مخالفین احمدیت کی یہ نامرادی جس کے نظارے ہم آج تک دیکھ رہے ہیں، ان مخالفین احمدیت کا مقدر ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ اپنی کوششوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت ترقی کی منازل طے کرتی چلی جائے گی

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور خلافت سے محبت اور اخلاص و وفا کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر بمقام کالسروئے 3 جون 2012ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور اور ولولہ انگیز اختتامی خطاب

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ-
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے۔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ۔ یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا۔ پھر موٹا ہوگا۔ پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی۔‘‘ فرماتے ہیں: ’’یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اِس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُس کے نشوونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی۔‘‘ (یعنی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھا ہے اُس سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی)

فرماتے ہیں: ’’ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلّق بیعت تھا بلکہ کوئی اُن میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی کہ جو اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 241)

یہ تقریباً 1907ء کی بات ہے۔ جب آپ نے حقیقۃ الوحی تحریر فرمائی تھی۔ حضور کا اقتباس ختم ہو چکا ہے۔ یہ میری بات آگے سے شروع ہو رہی ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ ’’جب کوئی مجھے جانتا نہیں تھا‘‘ لیکن آج (جب یہ تحریر فرمایا) یہ تعداد تین لاکھ تک پہنچی ہوئی ہے۔ آج خدا تعالیٰ کے اس فرستادے اور مسیح موعود کے ساتھ خدا تعالیٰ کے تائیدی نشان اس طرح ظاہر ہو رہے ہیں کہ لاکھوں کی تعداد میں سعید فطرت لوگ ایک ایک سال میں جماعت میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر مَیں ایک مدّت تک مخفی رہا۔ پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 241)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آج لاکھوں کی تعداد میں افراد بیعت کر کے جماعت میں نئے شامل ہو رہے ہیں اور دنیا میں یہ شاخیں پھیلتی چلی جا رہی ہیں اور تعلق پکڑتی چلی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدے کئے تھے، اُن کو آج بھی خدا تعالیٰ پورا کر کے دکھا رہا ہے۔ مخالفینِ احمدیت کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوجائے گا۔ اس سلسلہ کا پھیلاؤ نہ صرف رُک جائے گا بلکہ آپ سے تعلق پکڑنے والی شاخیں سوکھ کر ختم ہوجائیں گی۔ یہ اُن کے خیالات تھے، یہ اُنکی خواہشات تھیں۔ اور یہی نہیں، دشمن یہ بھی سمجھتا تھا کہ ان سوکھی ہوئی شاخوں کو وہ جلا کر راکھ بنا کر ہوا میں اُڑا دے گا۔ لیکن کم عقل اور اندھا دشمن یہ نہیں سمجھتا تھا کہ میں جس پر ہاتھ ڈال رہا ہوں یا جس پر ہاتھ ڈالنے کی خواہش رکھتا ہوں، جس کو ختم کرنے کی خواہش رکھتا ہوں وہ خدا کے ہاتھ کا بویا ہوا بیج ہے جس کے مقدر میں پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔ جس خدا نے یہ بیج لگا کر آپ کی زندگی میں اُس کو پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا وعدہ فرمایا تھا اور بڑھا کر دکھایا تھا اُس نے آپ کی وفات کے بعد بھی اس کے پھلتے پھولتے چلے جانے اور دنیا میں پھیلتے چلے جانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور اس کے ذریعہ سے پھر اس درخت کی نشوونما ہوتی چلی جائے گی۔ آپؑ کے ساتھ تعلق جوڑنے والے پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ اس بارے میں بھی آپ نے پہلے ہی پیشگوئی فرما دی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد20 صفحہ 304)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔‘‘

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305)

اور پھر آج ایک سو چار سال گزرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے وعدے کو بڑی شان سے ہم پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ کس شان سے باوجود مخالفین کی تمام تر دنیاوی کوششوں کے اور مخالفتوں کے اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقی عطا فرما رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ جماعت کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری شدہ نظام خلافت سے بھی وہ تعلق اور محبت کا رشتہ رکھے ہوئے ہیں جس کے ذریعہ سے

پھر اس پیغام کو، اُس مشن کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے، خدا تعالیٰ دنیا میں آگے سے آگے پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ دلوں میں خلافت کیلئے محبت اور اخلاص پیدا کر رہا ہے۔ اور خود بخود دلوں کو کھول رہا ہے۔ خلافت کے تعلق کی وجہ سے اور نظامِ خلافت کی وجہ سے، ایک تنظیم کی وجہ سے، ایک جماعت ہونے کی وجہ سے یہ اعلان ہے کہ آؤ اور مسیح محمدی کی فوج میں شامل ہو کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے کام کو آگے بڑھاؤ۔ یہ نظارے ہم دیکھ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وعدے کو پورا ہوتا ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج اس کی ایک چھوٹی سی جھلک آپ نے بیعت کی صورت میں بھی دیکھی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ ثبوت ہے کہ آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور دشمن کا ہر وار جو دشمن احمدیت کی ترقی کو روکنے کے لئے کرتا ہے اُسی پر اُلٹا پڑ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے جو جلسہ سالانہ ہر سال مختلف ممالک میں ہوتے ہیں اُن میں ہم ترقی دیکھتے ہیں اور جہاں خلیفہ وقت کی موجودگی ہو وہاں لوگوں کا خلافت کے ساتھ ایک خاص تعلق دیکھتے ہیں۔ پس یہ ایک ایسا نشان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت بھی ہے۔ کسی پہلو کو بھی لے لیں ہمیں جماعت کا قدم آگے ہی بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیا یہ کسی کی کوششوں کا نتیجہ ہے؟ نہیں، بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی تائیدی ہوائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے حق میں چل رہی ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے جاری کردہ نظامِ خلافت کی تائید میں چل رہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں جو پورے ہو رہے ہیں۔ دنیا کے دور دراز علاقوں میں، جنگلوں میں بھی چلے جائیں تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ دلوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھیر رہا ہے اور آپ کی صداقت پر مہر ثبت ہو رہی ہے۔ اور شہروں میں بھی دلوں کی حالت بدل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔

اس وقت میں چند واقعات پیش کروں گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے سامان کرتا ہے یا کس طرح احمدی ہو رہے ہیں اور احمدی ہونے کے بعد اُن میں کیا روحانی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور کس قدر اللہ تعالیٰ دلوں کی حالت میں پاک تبدیلیاں پیدا کر رہا ہے۔

بینن کے ایک ریجن کے ہمارے مبلغ میاں قمر احمد صاحب ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ یہ واقعہ ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان عورت کو جو پہلے مسلمان تھی، اور پھر عیسائیت کے زیرِ اثر آ کے عیسائی ہو گئی، لیکن اُس کے بیٹے اور جو قریبی بچے تھے اُن کو بڑی فکر تھی۔ وہ کوشش میں تھے کہ دوبارہ مسلمان ہو جائے۔ آج یہ درد صرف جماعت احمدیہ کے دل میں ہی ہے کہ جو ایک دفعہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے والا ہے وہ ہمیشہ اُس پر قائم رہے اور اُس سے ہٹ کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کرنے والا ہو۔ وہ ایک معمر بیوہ خاتون مادام OssenaRaimi کا واقعہ لکھتے ہیں جو پہلے مسلمان تھی۔ اپنے خاوند کی وفات کے بعد عیسائی ہو گئی۔ چرچ میں عبادت کیلئے جانے لگی۔ مگر ان کا بیٹا مسلمان ہی رہا۔ اُس نے احمدیت قبول کر لی۔ شادی کے بعد اس لڑکے کے گھر میں ایک لمبا عرصہ اولاد نہیں ہوئی جسکی وجہ سے یہ خاتون سخت پریشان رہتی تھی کہ مَیں عمر کے اس حصہ میں ہوں جس میں شاید اپنے بیٹے کی اولاد کی خوشیاں نہ دیکھ پاؤں۔ ہمارے معلم قاسم صاحب اس خاتون کو گاہے بگاہے تبلیغ کرتے رہتے تھے اور احمدیت قبول کرنے کی تلقین کرتے تھے مگر وہ انکار کر دیتی تھیں۔ ایک دن دورانِ تبلیغ موصوفہ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری زندگی میں اس بچے کو اولاد عطا کر دے تو میں اس دن اسلام قبول کر لوں گی۔ اس وقت ہمارے معلم صاحب نے کہا کہ ہم اپنے خلیفہ کو خط لکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد ہو گی۔ بلکہ انہوں نے تو یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بیٹے کو بیٹا عطا کرے گا۔ اور مقامی جماعت کے افراد بھی اُس کیلئے دعا کرنے لگ گئے۔ مجھے بھی انہوں نے خط لکھا۔ چنانچہ اس سال 2/اپریل کو خدا تعالیٰ نے اُن کو پوتے سے نوازا اور بچے کے عقیقہ کے موقع پر موصوفہ نے سب کے سامنے یہ اعلان کیا کہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ مَیں اپنی زندگی میں اس بیٹے کی اولاد کی خوشیاں دیکھوں۔ الحمد للہ آج خدا نے اس کو نہ صرف اولاد دی ہے بلکہ نرینہ اولاد عطا فرمائی ہے تو میرا یہ ایمان اور یقین ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ جماعت سچی ہے اور میں آج سے احمدی مسلمان ہوتی ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ بھی بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ اپنے دین کی غیرت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور اُن کے غلاموں کے ذریعے سے ہی یہ کام سرانجام دیا جا رہا ہے۔

پھر ایک اور واقعہ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے ایک شخص کا دیکھیں۔ بینن کے الاڈا ریجن کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ دو ماہ قبل سے کُو (Sekou) شہر میں معلم داؤدا کریم صاحب لٹریچر تقسیم کر رہے تھے، تو محمد یوسف نامی صاحب نے اُن سے پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ معلم صاحب نے اُنہیں بتایا کہ ہم احمدی ہیں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ماننے والے ہیں اور ہماری یہ تعلیمات ہیں اور لٹریچر بھی پڑھنے کو دیا۔ چند دن بعد محمد یوسف صاحب ہمارے معلم سے ملے اور کہا کہ میں نے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے تو ساری باتیں معقول معلوم ہوتی ہیں اور عین اسلام دکھائی دیتی ہیں۔ کیا میں آپ کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہوں؟ چنانچہ 7/مارچ 2012ء کو انہوں نے بیعت کر لی۔ جب اُسکے احمدی ہونے کا علم شہر کے مُلّاؤں کو ہوا۔ مُلّاں تو ہر جگہ موجود ہے۔ آجکل تو مُلّاں پاکستان سے افریقہ میں بھی پہنچتے ہیں۔ لیکن تبلیغ کم کرتے ہیں اور احمدیت کے خلاف فساد زیادہ پیدا کرتے ہیں۔ وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ تم احمدی ہو گئے ہو۔ احمدی تو اسلام کے دشمن ہیں۔ تم نے یہ کیا الٹا کام کر دیا ہے۔ یوسف صاحب کہتے ہیں کہ اُن کی باتوں سے مجھے بڑی بے چینی لاحق ہو گئی اور کوئی سمجھ نہیں آئی کہ اب میں نے بیعت کر لی ہے اور ادھر مولوی کہتے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ اسلام کو تو میں کسی صورت میں چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر یہ واقعتاً مسلمان نہیں ہیں تو پھر مَیں تو اسلام سے بھی گیا۔ کہتے ہیں کہ اس بے چینی میں 8/مارچ 2012ء کی رات یہ دعا کرتے کرتے سو گیا کہ اے اللہ! تو مجھے صحیح رہنمائی فرما، مَیں کدھر جاؤں۔ احمدیوں کی ساری تعلیمات اسلامی دکھائی دیتی ہیں جبکہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ مَیں کیا کروں۔ اس رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑوں اور سفید پگڑی میں ملبوس میرے گھر تشریف لائے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جاتے ہیں اور میرا ہاتھ جماعت احمدیہ کے معلم کے ہاتھ میں پکڑا دیتے ہیں۔ اسکے بعد کہتے ہیں کہ مَیں بیدار ہو گیا۔ خواب سے بیداری کے بعد صبح تک میں نوافل پڑھتا رہا اور اللہ کا شکر ادا کرتا رہا کہ اُس نے مجھے صحیح رہنمائی کی ہے اور صبح معلم صاحب کو یہ خواب سنانے اُن کے گھر چل دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا نہیں تھا۔ وہاں اُن کے گھر کے اندر جب گئے تو اُن کی تصویر دیکھی۔ کہتے ہیں میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ خواب میں جو بزرگ نظر آئے تھے وہ یہی تھے اور اسکے بعد تصویر اُٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور بیوی بچوں کو دکھایا کہ یہ میری خواب میں دکھائی دیئے تھے اور انہوں نے کہا کہ آج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ میں یہ مسیح موعود آئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو، ہدایت کے پیغام کو آگے پہنچانے والے ہیں۔

امیر صاحب آئیوری کوسٹ بیان کرتے ہیں کہ ایک موریطانی نوجوان ابراہیم کاہے نے جماعت کا ریڈیو پروگرام سنا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں۔ وہ یہ سن کر سکتہ میں آ گیا کہ کیا واقعی ایسا شخص آ چکا ہے اور ہمیں علم ہی نہیں ہوا۔ چنانچہ وہ اپنے ایک کزن کے پاس گئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ لیکن اُسکے کزن نے مخالفت کی۔ اس پر ابراہیم کاہے صاحب ریڈیو سٹیشن پہنچ گئے اور جماعت کے بارے میں کچھ آڈیو کیسٹ لیں اور احمدیہ مشن کا پتہ معلوم کیا۔ مشن ہاؤس میں ہمارے معلم زکریا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے جماعت کا تفصیلی تعارف کرانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ مطالعہ کیلئے دی۔ اگلے دن کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد نوجوان کافی مطمئن ہو گئے اور جب مسیح موعود علیہ السلام کے سچا ہونے کا یقین ہو گیا تو دوبارہ مشن ہاؤس آئے اور کہا کہ مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر معلم صاحب نے ان سے کہا کہ ابھی دعا اور استخارہ کریں۔ کچھ دن کے بعد وہ نوجوان دوبارہ مشن ہاؤس آیا اور بتایا کہ اس عرصے کے دوران ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور مجھے بیعت فارم دے رہے ہیں جو کہ ایک سفید چمکدار کاغذ ہے جس کے دونوں اطراف خالی ہیں اور کچھ بھی نہیں لکھا ہوا۔ جس پر مَیں نے خواب میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ شرائط بیعت کیا ہیں۔ ابھی حضور نے جواب نہیں دیا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی اس خواب کی تشریح کی کہ سفید چمکدار کاغذ جماعت احمدیہ کی سچائی کے مترادف ہے اور کاغذ کا بالکل خالی ہونا، دل کا دنیاوی آلائشوں سے پاک صاف ہونا ہی بیعت کی شرائط ہیں۔ یعنی بیعت کی شرائط یہی ہیں کہ دنیاوی آلائشوں سے دل کو پاک کرو۔ یہ انہوں نے اپنی خواب کی تعبیر کی اور اس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔

موریطانیہ کے لوگ عقائد کے لحاظ سے بہت کٹر ہیں اور مُلّاں ٹائپ کے لوگ ہیں۔ ان میں اس طرح احمدیت کا آنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا، واقعی ایک نشان ہے۔ ایک رَو ہے جو اس علاقے میں چلی ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چلی ہوئی ہے۔

پھر بورکینا فاسو سے مبلغ اعجاز احمد صاحب لکھتے ہیں کہ وِڈ گو ریجن کی ایک جماعت سنابا (Sanaba) کی مسجد کیلئے ہم لوگوں کو مستری کی ضرورت تھی۔ ایک دن خاکسار جب اپنے دفتر میں تھا تو وہاں ایک مستری آیا۔ میں نے اس سے مسجد کی تعمیر کی بات کی اور اس سے پوچھا کہ کیا وہ ریڈیو احمدیہ سنتا ہے۔ اس نے کہا وہ روزانہ ریڈیو احمدیہ سنتا ہے کیونکہ وہ احمدی ہو چکا ہے اور اُس نے بتایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ امام مہدی کی تصدیق کرنے کیلئے کہ وہ سچا ہے یا نہیں استخارہ کروں گا۔ اس نے بتایا کہ تین دن بعد ہی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ سفید رنگ کے لباس میں ملبوس ہیں اور پھر اللہ نے میرے دل میں بات ڈال دی کہ یہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی سچا ہے۔ اس پر میں نے بیعت کر لی۔

اب یہ لوگ جو سعید فطرت لوگ ہیں، نیکی کی تلاش کرنے والے ہیں، دین کا درد رکھنے والے ہیں، جب یہ دعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو جواب دیتا ہے۔ اگر نہیں تو وہ سخت دل، پتھر دل پاکستانی مُلّاں ہیں اور انہوں نے اپنے ساتھ پوری قوم کو اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے جو دعاؤں کی طرف نہ توجہ دیتی ہے، نہ آتی ہے، نہ اس طرف سوچنے کی ان کو توجہ ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بن رہی ہے۔

پھر اٹلی کے عباس عادل صاحب ہیں۔ اپنی بیعت کے بعد اپنی بیوی کی قبول احمدیت کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے محمد شریف عودہ صاحب نے لکھا کہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کیلئے لکھو۔ مَیں نے اٹلی میں اپنی رہائش کے کاغذات کے حصول کے علاوہ نیک اولاد کے حصول کیلئے درخواست دعا کی۔ تو میرا اُن کو یہ جواب پہنچا کہ میں آپ کیلئے دعا کروں گا۔ آپ کو کاغذات بھی مل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک اولاد سے بھی نوازے اور اللہ تعالیٰ آپ کی اہلیہ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تین باتیں تھیں جو لکھی تھیں۔ کام، اولاد اور بیوی کی بیعت۔ کہتے ہیں جب یہ جواب گیا کہ آپ کے یہ سارے کام انشاء اللہ ہو جائیں گے تو مجھے اس خط کے پڑھنے کے بعد کچھ ایسی سکینت ملی کہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ میرا کیس پاس ہو جائے گا اور جلد کاغذات مل جائیں گے۔ اسی طرح اپنے وکیل سے بھی کہہ دیا۔ مجھے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور بفضلہٖ تعالیٰ تھوڑے ہی وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے میری یہ مشکل حل فرما دی۔ پھر لکھتے ہیں کہ میری بیوی کے حق میں یہ دعا جس طرح قبول ہوئی اس کا کچھ پس منظر بیان کرنا ضروری ہے۔ میری بیوی عیسائی تھی جسے میں اسلام کی طرف بلاتا رہتا تھا لیکن اس کا یہی جواب ہوتا تھا کہ مجھ پر دباؤ مت ڈالو۔ میں مطالعہ کر رہی ہوں اور سوچ کر مسلمان ہوں گی۔ کہتے ہیں یہ میری بیعت کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اُس وقت ہماری شادی کو تقریباً اڑھائی یا تین سال کا عرصہ گزرا تھا۔ بیوی ابھی احمدی نہیں ہوئی تھی۔ یہ مسلمان تھے اور بیوی ان کی عیسائی تھیں۔ کہتے ہیں ایک دن صبح صبح میری بیوی ایک کاغذ پر لفظ ’اللہ‘ لکھ کر لائی اور مجھے پوچھنے لگی کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ پہلے مجھے اس کا مطلب بتاؤ پھر میں آپ کو ساری بات بتاؤں گی۔ تو میں نے اُسے سمجھایا کہ یہ لفظ کیا ہے۔ پھر اُس نے مجھے بتایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک چرچ میں ہوں اور میرے دیگر گھر والے میرے پیچھے ہیں کہ اچانک اپنے سامنے یہ لفظ یعنی ’اللہ‘ لکھا ہوا دیکھا جو ایک شخص کے سر پر سایہ فگن تھا جس کا صرف چہرہ نظر آتا تھا، جبکہ باقی جسم نور کا بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں اس رؤیا نے میری بیوی کو کچھ ایسا اطمینان اور انشراح صدر عطا فرمایا کہ اُس نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کا جب فیصلہ کیا تو اُس وقت یہ احمدی نہیں تھے۔ مولوی کے پاس لے گئے اور یوں اُس نے باضابطہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ نے (میرا لکھا ہے کہ انہوں نے) ان کی ہدایت کیلئے دعا کی اور میری طرف سے یہ پیغام اس تک پہنچا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو ہدایت دے۔ اسکے بعد بیوی نے جماعت کا لٹریچر پڑھنا شروع کر دیا۔ مَیں نے بھی اُس کو امور سمجھنے میں مدد کی۔ ایک دن وہ ایم ٹی اے دیکھ رہی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر آ گئی جسے دیکھ کر اُس نے پوچھا یہ کس کی تصویر ہے؟ میں نے وضاحت کی تو وہ کہنے لگی جس تصویر کو خواب میں دیکھنے کی وجہ سے میں نے اسلام

قبول کیا تھا وہ اسی شخص کی تصویر تھی اور خواب میں اُن کے چہرے کے علاوہ باقی سارا جسم نور کا تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مطمئن ہوگئی اور بیعت کرنے کیلئے تیار ہوگئی۔ اور پھر جب میں گزشتہ سال اٹلی گیا ہوں تو وہاں اُس نے دستی بیعت بھی کی تھی۔

یہاں جرمنی کے آپ کے جو مبلغ محمد احمد راشد صاحب ہیں، وہ بھی اپنی رپورٹ میں ایک بچی کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ اُنکا نام گُل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو استقامت بھی دے۔ اکیس سال کے قریب عمر ہے۔ انہوں نے بیعت کی۔ یہ واقعہ اس طرح سنایا کہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی طرف سے اسلام احمدیت کے تعارف پر مشتمل جو پمفلٹ جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء سے قبل تقسیم کیا گیا تھا وہ اس خاتون کو بھی ملا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ بچپن میں سنا کرتی تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ سب سے افضل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر واپس آنا ہے تو وہ آئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کس کام آئے گی؟ کہتی ہیں جب جماعت کے پمفلٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے متعلق پڑھا تو اس بات نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس پمفلٹ کے ساتھ جلسے میں شمولیت کا دعوت نامہ بھی تھا۔ لہٰذا میں جلسے پر بھی گئی۔ جماعت کی جرمن اور ترکی ویب سائٹ سے استفادہ کیا۔ جماعت کی ترکی زبان میں چند کتب پڑھیں۔ جیسے جیسے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا مطالعہ کیا میرے اندر خود بخود ایک عملی تبدیلی پیدا ہوتی چلی گئی۔ میں نے پردہ کرنا اور پنجوقتہ نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں۔ اب وہ لوگ جو صحیح طرح نمازیں نہیں پڑھتے اُن کیلئے بھی اس میں ایک سبق ہے۔ کہتی ہیں مَیں اس دوران اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کرتی رہی کہ اے میرے اللہ! مجھے علم نہیں کہ یہ جماعت سچی ہے یا نہیں تُو خود میرا ہاتھ تھام۔ کہتی ہیں اس پر چند دن قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ خلیفۃ المسیح الخامس ہمارے گھر تشریف لائے ہیں اور ہمارا گھر احمدیوں سے بھرا ہوا ہے۔ گویا وہ سب کھانے پر مدعو ہیں۔ میں نے احتراماً حضور کا دایاں ہاتھ تھام کر ادب سے اپنی پیشانی کو اس پر رکھا تو حضور کی انگلی پر انگوٹھی تھی جس کے نگینہ کا رنگ سرخ رنگ سے مشابہ ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسی متاثر کن انگوٹھی نہیں دیکھی۔ جب یہ خواب میں میرے سے گفتگو کر رہی تھیں۔ تو کہتی ہیں کہ خواب میں میرے اندر یہی احساس ہے کہ میں احمدی ہوں، لیکن پھر بھی مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پوچھتی ہوں کہ حضور! کیا یہ واقعتاً مسیح ہیں جن کی آمد کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس پر انہوں نے (خلیفۃ المسیح الخامس نے) کہا کہ ہاں۔ پھر کہتی ہیں میری آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں عجیب رنگ کا ایک اطمینان اور سرور تھا۔ دورانِ خواب اور بعد کی کیفیت کا الفاظ میں بیان میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ کہنے لگیں کہ میں تو اس رؤیا میں ہی احمدی ہو چکی ہوں۔ شرائط بیعت میں نے ساری کی ساری ایک جگہ سے نقل کر کے اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں اور پھر اُسکے بعد بیعت کر لی۔

امیر صاحب سپین لکھتے ہیں عبد العزیز صاحب سپین کے جنوب میں واقع شہر کاسیریس کے قریب رہتے ہیں۔ دو سال قبل ایم ٹی اے دیکھنے کی وجہ سے احمدی ہوئے تھے۔ ان کی بیوی عائشہ صاحبہ کہتی ہیں کہ جب میرے خاوند نے بیعت کی تو میں کافی شک میں تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حقیقت سے آگاہ فرما دے۔ تو ایک دن میں نے خواب دیکھا کہ خلیفۃ المسیح الخامس مجھے مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ احمدیت سچ ہے، احمدیت سچ ہے۔ اس خواب نے میرے سارے شکوک دور کر دیئے اور میں نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔

آئیوری کوسٹ سے مکرم صدیق آدم صاحب مبلغ سلسلہ 'بواکے' بیان کرتے ہیں کہ تافیرے (Tafire) مشن ہاؤس میں ایک گورنمنٹ کے ملازم تورے زکریا صاحب نے کچھ عرصے سے نمازیں پڑھنی شروع کیں لیکن ابھی بیعت نہیں کی تھی۔ ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ لوگوں سے اسلامی باتیں کر رہے ہیں جن میں وہ بھی شامل ہیں۔ اس دوران نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو انہی بزرگ نے وہاں سب کو باجماعت نماز پڑھائی۔ تورے زکریا صاحب چونکہ احمدیہ مشن ہاؤس میں نمازیں پڑھتے تھے اور وہاں کے لوکل معلم صاحب کے ذریعے اُنہیں تبلیغ بھی ہو رہی تھی۔ پھر ایک دن تبلیغ کے دوران ان کو میری تصویر نظر آئی تو کہنے لگے کہ یہی وہ شخص تھا جو ان کو خواب میں نظر آیا تھا اور جنہوں نے باجماعت نماز کی امامت بھی کرائی تھی۔ چنانچہ وہ اسی وقت بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

ارشد محمود ظفر صاحب مبلغ سلسلہ کرغزستان لکھتے ہیں کہ ایک نو احمدی اُسون (Yuson) صاحب نے دو ماہ قبل بیعت کی توفیق پائی ہے۔ اُن کی بیعت اور جماعت کے بارے میں تعارف کے بارہ میں نیشنل صدر صاحب جماعت احمدیہ کرغزستان بیان کرتے ہیں کہ موصوف نے جب ہماری جماعت کے بارہ میں سنا تو بہت دلچسپی لی اور میرے ساتھ مسلسل بات چیت شروع کر دی۔ اس نے کچھ روز بعد خواب دیکھا کہ میری اس سے ملاقات ہوئی ہے اور میں نے بہت اچھے صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے ہیں جبکہ اس نے خود میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مَیں نے (یعنی صدر صاحب نے) اسکو کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ راستہ میں مبلغ سلسلہ بشارت صاحب ملے۔ انہوں نے سر پر پگڑی پہنی ہوئی ہے۔ میں انکو ایک زیادہ منزلوں والی عمارت کی طرف لے کر جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ہم یہاں نماز پڑھتے ہیں۔ جس جگہ ہم نماز پڑھتے ہیں وہ جگہ بہت بلند لیکن تنگ ہے۔ کہتے ہیں اس خواب کے بعد مَیں نے گھر جا کر اپنے اہل خانہ کو جماعت احمدیہ کے بارہ میں بتایا تو انہوں نے اس کی بہت مخالفت کی اور کہا کہ تم اس جماعت میں ہرگز شامل نہ ہونا اور دھمکی دی کہ اگر تم اس جماعت میں شامل ہوئے تو ہم سے کسی اچھائی کی امید نہ رکھنا۔ اسکی والدہ نے اسے کہا کہ اس جماعت سے تم نے نہیں ملنا۔ اس نے یہ سوچ کر کہ والدہ کے دل کو تکلیف نہ ہو وعدہ کر لیا کہ اُس جماعت سے نہ ملوں گا۔ لیکن دو ہفتہ بعد دوبارہ خواب دیکھا کہ وہ آسمان میں ستاروں تک جا پہنچا ہے اور وہاں جا کر اس نے نماز پڑھی ہے۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ جماعت سے ملا اور کہا میں نے حقیقت کو پا لیا ہے اور بیعت کی خواہش کی۔

کرغزستان کے حالات بھی آجکل احمدیوں پر بہت زیادہ تنگ کئے جا رہے ہیں۔ اُن کیلئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ وہاں کے حالات بہتر کرے اور اُن پر جو سختیاں اور تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو دور فرمائے۔

پھر کرغزستان کے ایک نومبائع احمدی ہیں انہوں نے دو سال قبل بیعت کی تھی۔ وہ بیعت سے قبل کبھی کبھار ایک دو نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ بیعت کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بلا ناغہ پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں اور اپنا چندہ ہر ماہ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ اُن کی اہلیہ نے تا حال بیعت نہیں کی۔ کچھ عرصہ قبل انہوں نے بڑی خوشی سے بتایا کہ میری اہلیہ نے بھی نمازیں شروع کر دی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آج کل ہم دونوں میاں بیوی گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی کتاب ''شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں'' کا مطالعہ کر رہے ہیں جو کہ کرغز زبان میں چھپ چکی ہے۔ دوران مطالعہ ہمارے درمیان اکثر یہ بحث و مباحثہ ہوتا رہتا ہے کہ حضور نے یہ کتاب میرے لئے لکھی ہے کیونکہ اس میں میری بیماریوں کا ذکر ہے۔ وہ کہتی ہے کہ نہیں یہ کتاب خاص میرے لئے لکھی ہے کیونکہ یہ کمزوریاں اور کوتاہیاں تو مجھ میں تھیں۔ اور اس طرح بڑی سرعت سے یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکیزگی اور روحانیت میں ترقی کر رہے ہیں۔

پس یہ ہیں وہ نئے آنے والے لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ انقلاب برپا کر رہا ہے۔

پھر قازقستان کے لوکل معلم روفات صاحب لکھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ 2011ء کے موقع پر ہمارے ساتھ دو چیچن بھی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام سعید امین ہے اور وہ فرانس میں رہتے ہیں۔ انہوں نے جلسہ کے دوسرے دن بیعت کی۔ جب انہوں نے حضور کو (یعنی مجھے) پہلے دن دیکھا تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ (بعض اُن کے اعتراضات تھے۔ میرے خیال میں انہوں نے مجھے بھی لکھے تھے۔ لیکن بعد میں دوسرا خط آ گیا جس میں انہوں نے معافی بھی مانگی تھی) وہ اپنے بعض بے بنیاد اور ذاتی خیالات کی وجہ سے میرے بارے میں سمجھتے تھے کہ یہ حضور نہیں ہو سکتے۔ لیکن جب اس نے میری تقریر سنی اور دیکھا کہ کیا کیا باتیں نکل رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے بارے میں اور اسلام کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں اور روحانیت کی باتیں ہو رہی ہیں تو اس کی کایا پلٹ گئی۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ اس کو آپ سے بہت محبت ہو گئی اور اُس نے فوراً بیعت کر لی اور جب میرے سے ملاقات ہوئی ہے، تو امین صاحب نے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کیلئے مکمل تیار ہیں اور ہماری زندگی حضور کے ہاتھوں میں ہے۔

محترمہ نسمہ ابراہیم صاحبہ کہتی ہیں (مجھے لکھ رہی ہیں) کہ چند ماہ قبل میں نے آپ کی خدمت میں اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ کیلئے دعا کیلئے لکھا تھا۔ اب عرض کرنا چاہتی ہوں خدا تعالیٰ نے اس طرح آپکی دعا قبول فرمائی کہ اس سیمینار کے دوران ایک پروفیسر مجھے بلا وجہ تنگ کر رہا تھا اور وجہ صرف یہ تھی کہ اُسے نگران مقالہ پروفیسر سے کوئی چڑ تھی۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ تھوڑی دیر بعد ہی اُسے کسی اور پروفیسر نے بلایا اور وہ وہاں سے باہر چلا گیا اور اس کے بعد پورے پروگرام میں واپس نہیں آیا۔ اس طرح میرا سیمینار بہت کامیاب رہا اور سب نے مجھے مبارکباد دی۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکلوایا۔ لیکن یہ اتنا غیر معمولی واقعہ تھا کہ خود مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ کیسے ہوا۔

پھر برنی کونی نائیجر سے ہمارے مبلغ 20 فروری 2012ء کو لکھ رہے ہیں۔ گزشتہ جمعہ کی نماز کے بعد ہمارے ایک نومبائع احمدی دوست ثالث احمد صاحب نے بتایا کہ رات میں درود پڑھتا ہوا سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ برنی کونی شہر میں ایک بہت بڑا ہجوم جمع ہے اور درمیان میں ایک بڑا اسٹیج لگا ہوا ہے جس پر خلیفۃ المسیح الخامس ایک بڑے عظیم بادشاہ کی طرح کھڑے ہیں۔ اور آپ نے اعلان فرمایا کہ تم سب میرے ساتھ دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاؤ۔ اور پھر جونہی دعا شروع ہوئی تو بڑی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ بارش اتنی اچھی لگ رہی تھی کہ ہر چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا تھا۔ ہر شخص فرحت میں اس بارش میں نہا رہا تھا۔ کہتے ہیں جب انہوں نے یہ خواب سنائی تو خاکسار (یعنی مبلغ سلسلہ) نے سب دوستوں سے کہا کہ آؤ مل کر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت میں ہمیں حضور کی دعا کا وارث بنا دے۔ چنانچہ ہم دوستوں نے مل کر دعا کی۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ اس رؤیا کے ٹھیک دس دن بعد اِس وقت نائیجر میں شدید موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ (یعنی جب وہ خط لکھ رہے ہیں) انہوں نے لکھا کہ شدید موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ نائیجر میں بارشوں کا سیزن مارچ کے آخر یا اپریل کے درمیان شروع ہوتا ہے اور کبھی کبھار جون کے پہلے ہفتہ میں بارش ہوتی ہے۔ تو اس خواب کے بعد اور اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر یہ فضل فرمایا اور فروری میں جبکہ اُن کو اُس وقت بارش کی ضرورت بھی تھی وہ بارش ہو گئی۔

آئیوری کوسٹ کے ایک شہر سینفرا (Sainfra) کے ایک نومبائع دوست بیان کرتے ہیں کہ خاکسار اکثر تبلیغی مباحثوں میں سنا کرتا تھا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اور مَیں اُن کے بارے میں صرف ان کے خلاف باتیں سنتا تھا۔ ایک دن اُن کے غیر احمدی امام نے بتایا کہ اسلام آخری زمانے میں تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ اور ان میں ایک فرقہ سچا اور صراط مستقیم پر ہے اور وہی جنتی ہے۔ میں چونکہ سچائی کی تلاش میں تھا اور اکثر سوچا کرتا تھا کہ کہیں یہ ایک فرقہ احمدیت ہی تو نہیں جس کے سب خلاف ہیں؟ یہ بھی تو سچا ہو سکتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں نے تحقیق کرنی شروع کی۔ اسی دوران وہ علاقے کے ایک احمدی معلم 'ابراہیم سلاسے' ملے۔ اُس نے قرآن پاک اور حدیث کے حوالوں سے مجھے تبلیغ کی۔ گھر واپس جانے کے بعد میں نے جب احمدیت اور اماموں کی بتائی ہوئی باتوں کا تقابلی جائزہ لیا تو مجھے واضح ہو گیا کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے اور اس کے بعد میں شرح صدر کے ساتھ بیعت کر کے احمدی ہو گیا۔

نائیجیریا سے مبلغ سلسلہ ریحان ملک صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال خلافت کے موضوع پر ایک پروگرام ایک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

یہ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپؑ کی تحریروں کو پڑھے،
ان پر غور کرے اور ان پر عمل کرے تا کہ وہ اس اعلیٰ روحانی مقام کو
حاصل کر سکے جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہم سے تھی۔
(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ گیمبیا 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپ سب مثالی احمدی بنیں اور عبادات کے اس معیار تک پہنچنے کی کوشش کریں
جسکی توقع ہمارا خدا ہم سے کرتا ہے۔ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے کیلئے ہمیں اپنی
تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ مسلسل اور انتھک کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔
(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ گیمبیا 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

لوکل ٹی وی چینل این ٹی اے نے نشر کیا۔ جب یہ پروگرام امابو (Emabo) نامی گاؤں کے امام نے دیکھا تو وہ ہمارے گاؤں کے ایک جاننے والے احمدی کے پاس آئے جو کہ ریٹائرڈ پولیس افسر ہیں، اور کہنے لگے کہ یہ میری جماعت ہے اور یہی سچی جماعت ہے۔ میں کب سے اس کی تلاش میں تھا۔ میں اس میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہمارے مبلغ صاحب ان کے گاؤں میں تبلیغ کیلئے گئے تو انہوں نے بڑی محبت سے استقبال کیا اور گاؤں کے لوگوں کو اُن کے آنے کا مقصد بیان کیا اور گاؤں سمیت جماعت میں شمولیت اختیار کرلی۔ پورے کا پورا گاؤں احمدیت میں شامل ہوگیا۔

ماسکو سے مبلغ سلسلہ عطاء الواحد صاحب لکھتے ہیں کہ 27/اپریل 2012ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبد المناب صاحب کو بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ عبدالمناب صاحب کا آبائی وطن کرغزستان ہے لیکن پچھلے بارہ سال سے ماسکو میں مقیم ہیں۔ جماعت سے واقفیت کا موقع خود معاندین احمدیت نے دیا۔ جب مخالفین نے اُن کے علاقے میں رہنے والے ایک احمدی دوست کے بارے میں اپنے منفی تأثرات کا اظہار کیا تو عبدالمناب صاحب کو تجسس ہوا اور اس احمدی کے ذریعے جماعت کے بارے میں جاننا شروع کیا۔ ماسکو میں بھی نمازِ جمعہ پر تشریف لاتے رہے اور جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرتے تھے۔ اُسکے بعد اُٹھنے والے سوالات کے جوابات بھی لیتے رہے۔ کافی مطالعہ کے بعد پھر انہوں نے میرے خطبات جو رشین زبان میں ہیں، اُن کو بھی سنا اور اسکے بعد پھر بیعت فارم مانگا اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

ایران کے نسیم عباد صاحب کہتے ہیں، میری پیدائش اور پرورش شیعہ خاندان میں ہوئی جہاں شروع سے ہی دینی رجحان تھا۔ شاہِ ایران کے زمانے میں ایک معروف عالم سے متاثر تھا اور دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو احیائے دین کیلئے مبعوث کر دے۔ دوسری طرف مختلف ٹی وی پروگرامز اور کتب کا مطالعہ کیا لیکن جس طرح اسلام کو پیش کیا جا رہا تھا اس سے تسلی نہ ہوتی تھی اور خیال کرتا تھا کہ جو اسلام پیش کیا جا رہا ہے ضرور اس میں کوئی کمی یا کمزوری ہے۔ کیونکہ قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ کثرت سے لوگ اس دین میں داخل ہوں گے۔ لیکن آجکل تو لوگوں کی اکثریت اسلام کی حقیقت سے خالی ہے۔ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ رائج الوقت مفاہیم کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی جو مفہوم آجکل سمجھا جا رہا ہے، یا تفسیریں اور تشریحیں کی جاتی ہیں اُن کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ دل نے کہا کاش کوئی چینل ہو جو اسلام کے حسن و جمال کو دوبارہ لوگوں کے ذہنوں میں اجاگر کرے اور دین کی تعلیمات کی دوبارہ ترویج کرے۔ ایک روز میرے ایک دوست نے اپنے گھر بلایا اور ایم ٹی اے سے متعارف کروایا۔ اسکے بعد میں نے پروگرام الحوار المباشر اور بعض دیگر پروگرام دیکھے جن میں آپ کی تفسیر القرآن اور مختلف مسائل پر گہری، علمی اور حکیمانہ گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔ پہلی بار کسی چینل پر اسلام کے بارے میں علمی طریق سے گفتگو اور فون کرنے والوں کے سوالوں کے قوی دلائل پر مبنی جوابات سنے۔ گو اس وقت میں احمدی نہیں تھا لیکن آپ کا مبلغ بن چکا تھا اور دوسروں کو ایم ٹی اے دیکھنے کی ترغیب دینے لگا۔ بعض نے خوشی اور رغبت سے اس کو دیکھنا شروع کر دیا اور بعض نے مخالفت کی اور مولویوں کے پیچھے چلتے رہے۔ مختلف ویب سائٹس پر جماعت کے خلاف الزامات بھی پڑھے لیکن دل نے ان کو صحیح ماننے سے انکار کر دیا۔ بہرحال نیک فطرت تھی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ کہتے ہیں کیونکہ جماعت تو اسلام کا دفاع کرنے اور اُسے خرافات سے پاک کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ جو لوگ جماعت کی تکفیر کرتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور قرآنِ کریم پر عمل پیرا نہیں ہیں بلکہ اُن کا عمل حکمت اور موعظہ حسنہ کے برخلاف تھا۔ اگر وہ جماعت کے عقائد کو پڑھتے اور گفت وشنید کا طریق اختیار کرتے تو تکفیر بازی کی نوبت نہ آتی۔ اُنکا جماعت کے ساتھ طرزِ عمل خود ان کی شکست اور علم سے تہی دست ہونے کا ثبوت ہے۔ ایک عجیب بات یہ تھی کہ یہ علماء شیعوں کو تو مناظرے کی دعوت دیتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے مقابلے پر صرف تکفیر بازی اور گالی گلوچ پر اکتفا کرتے ہیں۔ یقیناً اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ جماعت احمدیہ کے قوی دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں جب میں نے یہ سنا کہ احمدی لوگوں کو قید اور قتل کیا جاتا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ جماعت کے مخالفین کے پاس سوائے اسلام کو بدنام کرنے کے اور کچھ نہیں۔ کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں کسی قسم کے نسخ نہ ہونے کے بارے میں آپ کا عقیدہ معلوم کر کے آپ کی اسلام کے ساتھ محبت کا یقین ہو گیا۔ جب یہ سنا کہ مسیح موعود نے اسلام کی دوسرے مذاہب پر فوقیت ثابت کرنے کیلئے اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جواب میں کتاب براہین احمدیہ لکھی ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ہی تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور پھر خلفاء کی کتب پڑھ کر یقین ہو گیا کہ یہ لوگ معمولی آدمی نہیں بلکہ یہ اسلام کے سرگروہ ہیں اور ان کے افکار کی دنیا کو سخت ضرورت ہے۔ مختلف انبیاء کی صداقت کے معیار پر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو پرکھا تو یقین ہو گیا کہ مسیح موعودؑ سچے ہیں۔ ان معیاروں میں مدعی کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی خاص طور پر اہم معیار ہے۔ نیز یہ کہ اگر نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب جھوٹے ہوتے تو کیوں آپ کی جماعت ابھی تک قائم رہتی اور اس کی تعداد کئی ملین تک پہنچتی۔ کہتے ہیں حضور علیہ السلام کی عربی زبان کی مہارت اور عرب و عجم کو عربی میں مقابلہ کا چیلنج دینا مخالفین کیلئے گولڈن چانس مہیا کرتا تھا کہ اپنی فوقیت ثابت کرتے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ ان سب دلائل نے میرے لئے آپ پر ایمان لانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ چھوڑا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔

معلم روفات صاحب لکھتے ہیں کہ قازقستان کے کئی احمدی کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ (یہ تو آپ بھی یہاں اکثر سنتے رہتے ہیں) کیونکہ ہم کئی سال دہریت میں رہے اور جلسہ ہمارے لئے روحانیت کی شمع ہے۔ کیونکہ جلسہ میں خدا کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور ہر ایک شرکت کرنے والا ان سے فیض پاتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اپنے امام، جو کہ امام مہدی کا خلیفہ ہے، کو دیکھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور آپ کے ہاتھوں کو چھوتے ہیں۔ (جلسہ پر جب یہ لندن آتے ہیں تو وہاں کا اپنا تجربہ انہوں نے بیان کیا ہے)

لبنان سے قاسم عبود صاحب لکھتے ہیں خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے مجھے آپکی بیعت کے ذریعے ہدایت اور حق کی راہ دکھائی۔ مجھے لکھ رہے ہیں کہ مجھے آپ سے شدید محبت ہے۔ اس دنیا میں آپ ہی میرا سب کچھ ہیں۔ میں والدین کی وفات اور بڑے بھائیوں کے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہونے کے بعد کافی عرصے سے اکیلا رہتا تھا اور خود اپنا گزارہ کرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔ اب بیعت کے بعد میرا احساسِ تنہائی بالکل ختم ہو گیا ہے، کیونکہ آپ کے خطبات وخطوط اور ایم ٹی اے کے پروگراموں میں مجھے وہ شفقت اور محبت اور اہل و عیال مل گئے ہیں جنہیں میں والدین کی وفات کے بعد گم کر بیٹھا تھا۔ ایم ٹی اے پر آپ کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ آپ خود میرے گھر تشریف لے آئے ہیں اور احباب جماعت جو مختلف رنگ ونسل کے ہیں میرے دوست اور اہل وعیال ہیں۔ اگر میں اس جماعت کے ساتھ نہ ہوں تو خواہ ساری دنیا بھی میرے گرد جمع ہو جائے میں تنہائی محسوس کروں گا۔

پس خلافت سے یہ محبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور آپ کی اُن دعاؤں کا نتیجہ ہے جو قدرتِ ثانیہ کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھیں۔ پس ان محبتوں کو کون دل سے نکال سکتا ہے جو خالصتاً خدا تعالیٰ کی خاطر ہوں۔ ہمارے مخالفین کو یہ سب کچھ سن کر اور دیکھ کر بھی احساس نہیں ہوتا کہ اگر یہ جماعت کسی انسان کی کوشش سے بنائی ہوئی ہوتی تو یوں محبتیں دل میں پیدا نہ ہوتیں۔ محبتیں اس طرح نہ گڑھ جاتیں کہ دور بیٹھے ہوئے اس محبت کا احساس اور اظہار کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ خوابوں کے ذریعے بھی رہنمائی کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ خوابوں کے ذریعے سے یا کئی اور مختلف ذرائع سے پھر ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جا رہا ہے۔ بلکہ انڈونیشیا اور پاکستان میں جانوں کے نذرانے پیش کرنے والوں کو دیکھ کر بھی ان دشمنانِ احمدیت کو احساس نہیں ہوتا کہ صرف دنیا کی خاطر ایمان کی مضبوطی نہیں دکھائی جاسکتی۔ یقیناً خدا تعالیٰ نے دلوں میں یہ مضبوطی پیدا فرمائی ہے۔ اور جو چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو وہ ان مُلّاؤں اور احمدیت کے دشمنوں کی کوششوں سے ختم نہیں ہوسکتی۔

اے مخالفینِ احمدیت! تم نے جتنا زور لگانا ہے لگا لو، یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ احمدیت نے ہی غالب آنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کوئی دنیا کی تدبیر اس کو بدل نہیں سکتی۔ جماعت احمدیہ ہی کی تقدیر میں غلبہ لکھا ہے اور تمہاری تقدیر میں نامرادی اور رسوائی لکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ''لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اُس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کر لے اگرچہ مُنکر کراہت کریں۔ فرمایا ''یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اسکے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی......تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظّمہ سے اہل مکّہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا۔ قتل کے فتوے دیئے گئے۔ حُکّام کو اُکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کیلئے کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور اُن کے ہم جنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے۔ افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں۔ کیا بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے اُن کو نامراد رکھا؟ اُس خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 242-241)

پس مخالفین احمدیت کی یہ نامرادی جس کے نظارے ہم آج تک دیکھ رہے ہیں، ان مخالفین احمدیت کا مقدر ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ اپنی کوششوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت ترقی کی منازل طے کرتی چلی جائے گی۔ پس اس ترقی کو دیکھنے کیلئے ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے ساتھ اپنا تعلق پختہ کرتے چلے جائیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، دوسری قدرت یعنی خلافتِ احمدیہ کے ساتھ بھی اپنی وفا اور اطاعت کا تعلق بڑھاتے چلے جائیں تا کہ ہم جلد تر تمام دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھ سکیں۔ پس اس کے حصول کیلئے اپنی حالتوں میں بھی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور دعاؤں کی طرف بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کر لیں۔ (دعا کے بعد احباب نعرۂ تکبیر بلند کر رہے تھے۔ حضور انور نے فرمایا:)

ایک منٹ ذرا خاموش رہیں۔ آپ کو آپ کی حاضری بتا دوں۔ مستورات کی بارہ ہزار چار سو انتیس (12429) اور مرد حضرات کی پندرہ ہزار سات سو چورانوے (15794) تبلیغی مہمان آٹھ سو چوّن (854) کُل اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتیس ہزار ستتّر (29077) کی حاضری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پینتالیس (45) ممالک کی نمائندگی ہوئی ہے۔ میرا خیال تھا اس دفعہ بہت تھوڑی تعداد آئے گی کیونکہ سکولوں میں چھٹیاں نہیں، لیکن ماشاء اللہ جرمنی والوں نے میرا اندازہ غلط ثابت کر دیا ہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7/دسمبر 2012)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔

جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93 ایڈیشن 1988)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے۔

بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 491 ایڈیشن 1988)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ احمدیت میں شامل ہوتے ہیں اور اب تو لاکھوں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت نے ترقی کرنی ہے، بڑھنا ہے

پس ہر احمدی جو چاہے کئی نسلوں سے احمدی ہے یا نیا شامل ہونے والا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ نئے شامل ہونے والوں کے ایمان اور ایقان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے

کہ ان لوگوں نے کتنی جلدی کتنی ترقی کی ہے اور بڑی تیزی سے مزید ترقی کی منازل طے کرتے چلے جا رہے ہیں

جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے قبول احمدیت اور اس کے نتیجہ میں ان کے اندر پیدا ہونے والی پاک تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

یہ چند واقعات جو مَیں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں یہ جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہونے پر یقین کامل پیدا کرتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تسبیح، تحمید اور استغفار کی طرف بھی زیادہ سے زیادہ توجہ پھیرنے والے ہونے چاہئیں

آپ جو انصار اللہ کہلاتے ہیں حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں اور بننے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اُس کی حمد کرتے ہوئے مزید شکر گزار بنیں، استغفار کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور نئے آنے والوں کیلئے اسی طرح اپنے لئے بھی مضبوطی ایمان اور ہر قسم کے شرور سے بچنے کی دعا کریں

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 7 / اکتوبر 2012ء بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت میرے سامنے آپ جو انصار بیٹھے ہیں، آپ میں سے بہت سوں کے باپ دادا نے احمدیت قبول کی ہوگی اور کئی نسلوں سے آپ میں احمدیت چلی آ رہی ہے۔ بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو تیس چالیس سال پہلے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اُن کی نسلیں بھی پیدائشی احمدی ہیں۔ اسی طرح مسلسل یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اب تو لاکھوں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت نے ترقی کرنی ہے، بڑھنا ہے۔ پس ہر احمدی جو چاہے کئی نسلوں سے احمدی ہے یا نیا شامل ہونے والا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ لیکن اب جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ واقعات کثرت سے ہوتے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں لوگ شامل ہوتے ہیں اور پھر شامل ہونے والے اپنے واقعات بھی بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اُن کو شامل ہونے کی تحریک پیدا ہوئی، کیا وجہ ہوئی اُن کے احمدیت قبول کرنے کی۔ اس کے بعد اُن میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں جلسہ کی دوسرے دن کی تقریر میں جماعت کی ترقی کا یہ ذکر ہوتا ہے اور اُن میں مختلف لوگوں کے واقعات بھی میں بیان کرتا ہوں۔ اب ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی ہے، اس کثرت سے مختلف لوگوں کے یہ واقعات آتے ہیں کہ ایک تقریر میں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جب مَیں یہ واقعات پڑھتا ہوں تو بعض اوقات دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل فرما رہا ہے اور اُن میں کس طرح تبدیلیاں پیدا فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ نئے شامل ہونے والوں کے ایمان اور ایقان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کتنی جلدی ان لوگوں نے کتنی ترقی کی ہے اور بڑی تیزی سے مزید ترقی کی منازل طے کرتے چلے جا رہے ہیں۔

بہرحال مَیں نے سوچا کہ آج اُس کیفیت میں آپ لوگوں کو بھی شامل کرنا چاہئے جو ان کے واقعات دیکھ کر ہوتی ہے۔ جس کیلئے یہی طریق ہو سکتا ہے، جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کو آج شامل کروں اور مختلف اوقات میں، مختلف مجالس میں ان کا ذکر کیا جاتا رہے جو ہر ایک کیلئے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے ہیں۔

❁ انڈیا سے سروترا جماعت جو گجرات میں ہے، اُس کے صدر اصغر بھائی صاحب لکھتے ہیں کہ جب سے وہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے ہیں، مخالفین ہر طرح سے اُن کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ جہاں اُن کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی اُن لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ احمدی ہو گئے ہیں تو ان پر زور ڈالا کہ احمدیت چھوڑ دو۔ بیٹی کے سسرال والوں نے شہر کے بڑے بڑے علماء کو اکٹھا کیا۔ (انڈیا میں بھی بہت زیادہ مخالفت شروع ہو چکی ہے) اور رات میٹنگ بٹھا کر کہا کہ یا تو احمدیت چھوڑ دو یا لڑکی کو اپنے ساتھ واپس لے جاؤ۔ موصوف نے مخالفین کا مقابلہ کیا اور بڑی دلیری سے کہا کہ بیشک میری بیٹی واپس بھیج دو لیکن میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ وہیں رات کو بیٹھ کر طلاق لکھی گئی اور لڑکی کو طلاق دے کر صبح اپنے ماں باپ کے ساتھ بھیج دیا گیا۔ یعنی ایک رات بھی یہ شادی نہیں چلی۔ یہ اپنی بیٹی کو لے آئے لیکن اپنے ایمان پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنے دی اور ثابت قدم رہے۔

یہ اُن لوگوں کیلئے بھی سبق ہے جو بعض پرانے احمدی ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر، رشتوں پر کوشش ہوتی ہے کہ ہماری بات مان لی جائے اور لڑکیوں کے معاملے میں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ اپنی لڑکیاں غیر احمدی کو نہیں دینیں۔

❁ پھر اعجاز احمد صاحب مبلغ سلسلہ بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ شہر ڈُوگو کے ایک نو مبائع پارے ادریس صاحب ہیں جو کہ مستری کا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی ہمارے لوکل مشنری زَوْرِے اسماعیل سے کر دی۔ احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے وہ وہابی تھے۔ انہوں نے اپنی مسجد میں جا کر اعلان کیا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ جماعت احمدیہ کے مشنری سے کر دیا ہے اور ان کی بیٹی کا نکاح بھی احمدیہ مسجد میں ہی ہوگا۔ اس لئے وہ سب کو دعوت دینے کیلئے آئے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ بھی کہا کہ وہ امام مہدی جسکا انتظار ہے آ چکے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ جب مولویوں نے اُن کی یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ تُو نے اپنی بیٹی کا رشتہ کافر سے کر دیا ہے۔ اس لئے توبہ کرو اور اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں نہ کرو۔ ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں کو وہاں افریقہ میں کوئی پوچھا نہیں کرتا تھا، لیکن اب کئی سالوں سے، کچھ عرصے سے مختلف عرب ممالک، مسلم ممالک اپنے لوگوں کو بھیجتے ہیں جن کا صرف اس بات پر زور ہوتا ہے کہ احمدی کافر ہیں، جماعت میں شامل نہ ہوں اور اکثر جگہ کافی مہم چل رہی ہے۔ لیکن بہرحال اس سے لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا اس لئے توبہ کرو اور اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں نہ کرو۔ اس پر ادریس صاحب وہاں سے چلے آئے اور کچھ عرصے بعد جب اُن کی بیٹی کی شادی ہوگئی تو اُن کی دوسری بیوی کے والدین نے اپنی بیٹی کو گھر بلا لیا۔ بیٹی کو انہوں نے کچھ نہیں بتایا کہ کس سلسلہ میں انہوں نے اس کو گھر بلایا ہے۔ کیونکہ لڑکی کے والدین اور مولوی صاحبان آپس میں بات کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ادریس صاحب کو بلایا اور کہا کہ ہماری تین شرائط ہیں۔ تم سب کے سامنے یہ اقرار کرو کہ نعوذ باللہ امام مہدی علیہ السلام جھوٹے ہیں۔ نمبر دو اعلان کرو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ دوبارہ آئیں گے۔ نمبر تین یہ کہ تم نے اپنی بیٹی جو احمدیہ مشنری کو دی ہے، اُس کو واپس بلاؤ۔ یہ تین شرطیں پوری کرو گے تو تمہیں تمہاری بیوی واپس دے دیں گے۔ اس پر ادریس صاحب نے سبحان اللہ کہا اور واضح طور پر بتا دیا کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے اور کہا کہ وہ حق کو تسلیم کر چکے ہیں اور اس کیلئے جتنی بھی قربانیاں دینی پڑیں وہ تیار ہیں۔ اسکے بعد ادریس صاحب نے بیوی کے والدین سے بات کرنا چاہی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو ہمارے مولویوں کا فیصلہ ہے وہی ہمارا فیصلہ ہے۔ اس پر وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر گھر چلے آئے لیکن احمدیت پر قائم رہے۔

❁ مفیض الرحمن صاحب مبلغ سلسلہ بوسنیا لکھتے ہیں کہ ایک دوست سماجو مفتی صاحب (SamajoMuftich) کو جب جماعت کا پیغام پہنچا تو موصوف جماعتی سینٹر میں آئے اور جماعتی تعلیم کے بارے میں استفسار کرتے رہے۔ دورانِ گفتگو اُن کی نظر (وہاں میری تصویر لگی ہوئی تھی) اُس پر پڑتی تھی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ جب اُنکو تعارف کروایا گیا تو کہنے لگے کہ ان سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ اُن دنوں میں چونکہ جلسہ جرمنی کی آمد تھی۔ موصوف جلسہ جرمنی میں تشریف لائے، وہاں جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ کے سب مقررین کی بھی اور میری بھی تقریریں سنیں۔ وہاں مجھے ملے بھی، دیکھتے رہے اور بڑے جذباتی ہوتے رہے اور یہ بھی کہتے رہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ مَیں کیوں رو رہا ہوں اور اس جلسہ پر بیعت کر کے پھر جماعت میں داخل ہو گئے۔ چودہ سال سے نماز اور اسلامی شعار سے بالکل دُور تھے حالانکہ پہلے مسلمان تھے۔ لیکن الحمد للہ اب احمدیت میں داخل ہونے کے بعد ان تمام شعار کے پابند ہیں اور پابندی کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ انقلاب ہے جو احمدیت لاتی ہے اور ہر احمدی کو یہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے اور تبھی ہم، جو انصار اللہ کی عمر کے ہیں، انصار اللہ بھی کہلا سکتے ہیں کہ اگر اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور اخلاص و وفا کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں۔

❁ پھر اسی طرح لکھتے ہیں کہ ایک اور دوست حسن صاحب کو احمدیت کا پیغام ملا تو دو تین مرتبہ احمدیت کے بارے میں گفتگو کے بعد موصوف نے بیعت کر لی۔ اُن کا کہنا ہے کہ اس وقت اسلامی معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی کی ضرورت ہے جو صرف احمدیت میں نظر آتی ہے۔ موصوف چونکہ کتب کی فروخت کا کاروبار کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے بک سٹال پر جماعتی کتب بھی رکھی ہوئی ہیں اور خود بھی تبلیغی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

❁ صدر صاحب نیوزی لینڈ لکھتے ہیں کہ نومبر 2011ء میں جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو یہاں کے مقامی ماؤری (Maori) باشندوں میں سے پہلی بیعت حاصل ہوئی۔ اس دوست میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت قبول کرنے کے بعد ایک بڑی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ یہ دوست بیعت سے قبل بدقسمتی سے اپنے مخصوص

ماحول کی وجہ سے پُرتشدد طبیعت کے مالک تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے گھریلو تشدد کے باعث اُن کا معاملہ پولیس کے پاس چلا گیا اور ان کے ماضی کی وجہ سے قوی امکان یہی تھا کہ اُنہیں جیل ہو جائے گی۔ اُن کی اہلیہ جو کہ جماعت میں کافی دلچسپی لیتی ہیں، اُنہوں نے کہا کہ اگر احمدیت سچی ہے تو پھر تمہیں سزا سے بچ جانا چاہئے۔ اس ضمن میں انہوں نے مجھے بھی دعا کیلئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اُنہیں جیل سے محفوظ رکھا۔ ان کی اہلیہ نے ابھی تک بیعت نہیں کی تاہم ان کے جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کے قبیلے کے باقی لوگوں کے احمدیت قبول کرنے کا امکان ہے۔ ایک تو یہ بہت بڑا بریک تھرو (Break Through) ہوا ہے، لیکن انشاء اللہ وہاں کے یہ مقامی باشندے جو ماؤری کہلاتے ہیں جب کثیر تعداد میں احمدی ہوں گے تو اُس علاقے میں انشاء اللہ ایک بہت بڑا بریک تھرو ہوگا۔ اس قبیلے کے بعض ایلڈرز نے جماعتی وفد کے دورے کے موقع پر ہمارے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ کیونکہ اُن کے ایک بزرگ نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ پیس پرافٹ (Peace Prophet) کے لوگ اُن کے ماؤری کا وزٹ کرنے آئیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اُن کو تیاری کروائی ہوئی ہے۔

✿ عرفان احمد صاحب مبلغ ٹوگو لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تبلیغی پروگرام کے دوران ہمیں ایک بزرگ ملے جنہوں نے 1958ء میں غانا میں احمدیت قبول کی تھی۔ اسکے بعد اُن کا رابطہ بالکل ختم ہو گیا تھا لیکن دل سے احمدی تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے تمام حالات بتائے۔ پروگرام کے بعد اس علاقے کے مولویوں نے اکٹھے ہو کر اُن کو بلایا اور دھمکی دی کہ وہ ہرگز یہاں احمدیت نہیں آنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں ہمیشہ سے احمدی ہوں اور یہاں کا رہنے والا ہوں۔ آج کے بعد یہاں احمدیت کی ترقی کیلئے کام کروں گا۔ اُسکے بعد سے بڑے ایکٹو (Active) ہو گئے۔

✿ ٹوگو ریجن ہاہو (Haho) کے ایک گاؤں کپیوے (Kpeve) میں تبلیغ کی گئی۔ یہ گاؤں مشرکوں کا ہے۔ تبلیغ کے نتیجے میں 64 افراد نے احمدیت قبول کی۔ حسبِ معمول مخالفین نے وہاں جا کر انکو جماعت سے بدظن کرنے کیلئے غلط باتیں کرنی شروع کر دیں اور اُن سے کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان کو قبول کر کے تم دوزخ میں چلے جاؤ گے۔ سامان کی گاڑیاں بھر کر گاؤں میں آئے اور لالچ دی کہ جماعت کو چھوڑ دو تو یہ سب سامان دے دیں گے۔ ایک خوبصورت مسجد بنا کر دیں گے۔ گاؤں والوں نے باوجود غریب ہونے کے سب کچھ ٹھکرا دیا اور کہا کہ ہم زمین پر نماز پڑھ لیں گے۔ ہمیں ایمان کی جو روشنی احمدیت نے دی ہے اُسکو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اسکے بعد مخالفین نے امام کو لالچ دیا کہ اگر تم ہماری طرف آ جاؤ تو ہم تم کو 35000 فرانک ماہانہ دیں گے۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھے میرے کھیت سے جو ملتا ہے وہی کافی ہے۔ مجھے آپ کے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آخر مخالفین تمام تر کوششوں کے بعد ناکام لوٹ گئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پوری جماعت قائم ہے اور نظام کے ساتھ قائم ہے۔ لوگ پوری طرح اُس میں شامل ہیں۔

✿ بینن کے مبلغ عارف محمود صاحب لکھتے ہیں کہ توکپوئے (Tokpoe) میں جماعت کا قیام آج سے چار سال قبل ہوا۔ یہاں جماعت کی ایک مسجد بھی ہے جو کہ چند سال قبل تعمیر کی گئی تھی۔ اس سال رمضان المبارک میں اس گاؤں کے احمدی اور نو مبائع افراد کی تعلیم و تربیت اور دیگر جماعتی پروگرام کیلئے امیر صاحب کی اجازت سے مدرسہ احمدیہ پوبے سے پاس ہونے والے طلباء میں سے ایک طالبعلم آگبوزو سلیمان (Agbozo Souleman) کو بھجوایا جو یکم رمضان سے لے کر عید تک یہاں رہا۔ اس طالبعلم نے مجھے بتایا کہ مورخہ تیس رمضان کو شام پانچ بجے ایک گاڑی ہماری مسجد کے پاس آ کر رکی اور اُس میں سے ایک عربی شخص اترا اور اُس نے اس طالبعلم سے پوچھا کہ اس مسجد کا امام کون ہے؟ سلیمان نے جواب دیا کہ مَیں ہی مسجد کا امام ہوں۔ اس طرح باتیں کرتے کرتے وہ سلیمان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور اندر سے مسجد کو دیکھا اور سلیمان سے کہا کہ وہ سعودی عرب سے ہے اور مکّہ مکرمہ کے قریب ہی اُسکا شہر ہے۔ وہ یہاں کام کے سلسلے میں آیا ہوا ہے اور اس نے چودہ ہزار فرانک سیفا نکال کر سلیمان کو دیئے اور کہا کہ کل عید ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ان پیسوں سے کچھ خرید کر غریبوں میں تقسیم کر دیں۔ اس پر سلیمان نے اُس سے کہا کہ جماعتی سطح پر ہم نے انتظام کیا ہوا ہے اور ہم احمدیہ جماعت سے ہیں۔ ہم ہر بات اور کام کی تفصیل اپنے ریجن کے مشن ہاؤس کو دیتے ہیں اور وہ امیر کے ذریعے سے خلیفۃ المسیح کو رپورٹ بھجواتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ جو عرب تھا اس آدمی نے شاید غور سے اُن کی بات نہیں سنی اور اپنی بات کرتا گیا کہ کس طرح اسلام کی خدمت کی جا سکتی ہے اور وہ کر بھی رہا ہے۔ (خود بتاتا رہا کہ میں کس طرح اسلام کی خدمت کرتا ہوں) کہتے ہیں اسی اثناء میں جو اُس کا ڈرائیور تھا اُس نے پوچھا کہ امیر کون ہے اور یہ خلیفہ کیا ہے؟ اُس کی بات سن کر وہ آدمی بھی تھوڑا سا چونکا اور پوچھا کہ مسجد کن کی ہے؟ سلیمان نے بتایا کہ احمدی مسلمانوں کی ہے۔ اُس نے پھر استفسار سے پوچھا کہ مسجد کن کی ہے؟ سلیمان نے کہا کہ بتایا تو ہے کہ یہ مسجد احمدی مسلمانوں کی ہے۔ جس پر وہ آدمی غصہ سے بولا کہ احمدی مسلمانوں کی نہیں، احمدی کافروں کی کہو، کیونکہ یہ لوگ کافر ہیں۔ پاکستان میں ان کو گورنمنٹ نے کافر قرار دیا ہوا ہے۔ (یعنی یہ فتوے اب سعودی عرب میں بھی پاکستان سے آتے ہیں) سعودی عرب میں ہم نے بھی ان کے حج پر پابندی لگا رکھی ہے۔ یہ دہشتگرد ہیں اور اسلام سے باہر ہیں۔ اس پر سلیمان نے کہا کہ مسلمان یا کافر ہونے کا تو خدا ہی جانتا ہے کہ یہ کون ہے۔ اتنی دیر میں اس گاؤں کے کچھ اور افراد بھی آ گئے۔ اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلیمان نے مزید کہا کہ یہ سب لوگ بت پرست تھے۔ ان کو جماعت احمدیہ نے تبلیغ کی اور ان کو قرآن کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اُنہیں نماز پڑھنے کا طریق سکھایا گیا ہے۔ یہ سب احمدی جماعت نے کیا ہے؟ کیا کوئی کافر ایسا کر سکتا ہے؟ اور یہ لو اپنے چودہ ہزار فرانک سیفا اور جس اسلام کی تم خدمت کرنا چاہتے ہو، وہ اس گاؤں میں نہیں ہے۔ اس پر وہ آدمی بولا کہ اگر تم مسجد پر ''محمدیہ مسجد'' لکھ دو تو مَیں آپ کو اور بھی پیسے دینے کو تیار ہوں۔ سلیمان نے کہا کہ جو خزانہ تعلیمات کی صورت میں ہم کو جماعت احمدیہ سے ملا ہے، وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ (اوّل تو یہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا لیکن بہر حال اُس کی جو نیت تھی وہ اَور تھی، اس لئے انہوں نے انکار کر دیا)۔ پھر وہ آدمی سلیمان کو دوسرے لوگوں سے ذرا فاصلے پر لے گیا۔ نوجوان سمجھ کے اُس نے سوچا کہ اس کو لالچ دو اور کہا کہ اگر تم احمدیت چھوڑ دو تو مَیں آپ کی ہر طرح کی مدد اور خدمت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ بلکہ آپ کا ماہانہ الاؤنس بھی مقرر کر دوں گا اور اس کے علاوہ بھی آپ کو وہ کچھ مل جائے گا جس کا تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔ اس پر سلیمان نے کہا کہ مَیں جماعت کیلئے یہاں وقفِ عارضی پر آیا ہوں اور جو تعلیم اور ایمان کی دولت مجھے احمدیت سے ملی ہے، وہ کافی ہے۔ اور اس طرح وہ شرمندہ ہو کے واپس چلا گیا۔

✿ سید کریم صاحب انچارج علاقہ کھمم آندھرا (انڈیا) لکھتے ہیں کہ مخالفین جب اپنی کوششوں میں ناکام رہے تو انہوں نے آخر میں ایک پلان بنایا کہ دیہاتی لوگ غریب ہوتے ہیں انکو کچھ پیسے دیئے جائیں تو وہ احمدیت چھوڑ کر ہماری طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس جائیداد میں سے جو گورنمنٹ کی طرف سے وقف بورڈ کے تحت مسلمانوں کیلئے رکھی جاتی ہے کچھ زمین صدر صاحب جماعت احمدیہ کھمم اور ان کے بھائی شیخ کریم صاحب کو دینے کی کوشش کی اور ساتھ ہی ان کو ضلع میں ایک بڑا عہدہ دینے کی بھی پیشکش کی۔ اس زمین کی قیمت پچاس لاکھ روپے تھی۔ (انڈیا کی بات ہے) اس پر صدر صاحب نے اُن مخالفین احمدیت کو جواب دیا کہ ایمان کو دولت سے خریدنا چاہتے ہو؟ کتنے آدمیوں کو خریدو گے؟ آپ کی اس پچاس لاکھ کی جائیداد سے مَیں اللہ کے عذاب سے کس طرح بچ سکتا ہوں جو مجھے امام وقت کے انکار کی وجہ سے ملے گا۔ اس طرح مخالفین کے ساتھ صدر صاحب کی پانچ گھنٹوں تک بحث ہوتی رہی اور آخر میں اُن سے کہا کہ آپ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ دیہاتی لوگ غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے لالچ وغیرہ دے کر اُن سے سب کچھ کروایا جا سکتا ہے۔ آپ غلطی پر ہیں۔ سچائی کے ساتھ مقابلہ مت کرو اور یہاں سے چلے جاؤ اور آئندہ ہمارے پاس کبھی نہ آنا۔ یہ کہہ کر اُن کو وہاں سے بھگا دیا۔

✿ اٹلی میں ایک نو مبائع نصر العامری صاحب بیان کرتے ہیں کہ سب سے بڑی چیز جو مجھے احمدیت میں آ کر ملی ہے وہ شجاعت ہے، بہادری ہے۔ مَیں سر اُٹھا کر مولویوں کے پاس جاتا ہوں اور اُنہیں کہتا ہوں کہ ان باتوں کا جواب دیں لیکن کوئی میرے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ کئی مولوی میرے گھر میں بھی آئے اور بعض عرب ممالک سے یہاں دورے پر آئے تو اُنہیں بھی مجھے احمدیت سے تائب کرنے کیلئے میرے گھر لایا جاتا رہا لیکن صرف وفاتِ مسیح کے مسئلہ میں ہی وہ لاجواب ہو گئے۔ موصوف نہایت گداز طبیعت کے مالک ہیں۔ بڑی نرم طبیعت ہے اور بہت مخلص ہیں۔ بات بات پر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ قبل ازیں تبلیغی جماعت سے منسلک تھے اور احمدیت قبول کرنے کے بعد ان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اپنے گھر کی دیواروں پر بیعت کی قبولیت کے جو خطوط میری طرف سے گئے ہوئے تھے وہ بھی انہوں نے فریم کر کے لگائے ہوئے ہیں۔

اب بعض باتیں بظاہر بڑی چھوٹی لگتی ہیں لیکن جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو بالکل دیہات میں ہیں، جن کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ جن میں نیا نیا ایمان داخل ہوا ہے وہ جب اپنی ہر بات کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر منتج کرتے ہیں تو بہر حال یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ایک انقلاب ہے جو اُن کی طبیعتوں میں پیدا ہوا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ٹیچی مان غانا کا ہے۔ یہاں ایک جگہ ہے اوفوری کروم (Oforikrom) یہاں ایک مخلص احمدی سعید عیسیٰ رہتے ہیں۔ ایک دن وہ اپنے زرعی فارم پر کام کرنے گئے۔ کام کرنے کے دوران نماز کا وقت ہو گیا تو کام چھوڑ کر نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز سے واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ درخت کی ایک بڑی شاخ اُس جگہ پر گری پڑی ہے جہاں وہ نماز سے پہلے کام کر رہے تھے اور اچانک گری تھی۔ اگر نماز پڑھنے نہ جاتے تو وہ درخت کی شاخ اُن کی موت کا بھی باعث بن سکتی تھی۔ اس بات نے اُن کے ایمان میں اضافہ کیا کہ دیکھو نماز کی وجہ سے میری جان بچ گئی۔

اسی طرح بعض نامساعد حالات میں الٰہی حفاظت کے واقعات ہیں۔

بینن کے جگّو ریجن کے اجتماع کا انعقاد جپینگو (Japango) جماعت میں کیا گیا جو ایک نو مبائع جماعت ہے۔ دورانِ اجتماع جوگّو شہر سے کچھ مولوی اپنے کارندوں کے ساتھ ڈنڈے اور لاٹھیاں لے کر مسجد میں آ گئے کہ ہم احمدیوں کو مار بھگائیں گے، اُن کا اجتماع نہیں ہونے دیں گے۔ یہ بالکل نئے احمدی جوشِ ایمان سے لبریز تھے۔ بالکل نئے احمدی تھے لیکن بہر حال اُن میں ایمان تھا۔ کہتے ہیں مخالفین کو دیکھ کر اپنے لوکل مشنری سے کہنے لگے کہ آپ مسجد کے اندر چلے جائیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وفد کی صورت میں مخالفین کو سمجھانے لگے۔ پہرہ دینے لگے جب کہ مخالفین اُن کی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ آخر لوکل مشنری صاحب ہی آگے بڑھے کہ بتاؤ کہ کس آواز اور پیغام کو تم روکنا چاہتے ہو۔ افریقنوں میں کم از کم یہ عقل اور شعور ہے جو آپ کو آجکل کے پاکستانی مُلّاں میں نظر نہیں آئے گا۔ کہتے ہیں کہ تم ہمیں کس بات سے روک رہے ہو۔ اس وقت کا جو امام ہے وہ پیغام دیتا ہے کہ توحید الٰہی پر قائم ہو جاؤ اور اکٹھے ہو کر اسلام کا جھنڈا اور آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور جھنڈا بلند کرو۔ کیا تم اس آواز کو روک دینا چاہتے ہو جو قرآنِ کریم کی تصدیق کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہے اور عین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے۔ معلم صاحب کی گفتگو کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا اثر ہوا۔ اور ایک ایک کر کے اُن میں سے لوگ جانے شروع ہو گئے اور مولوی صرف اکیلے ہی رہ گئے۔

امیر صاحب ٹوگو بیان کرتے ہیں کہ متیجہ احمد صاحب (Motidja Ahmad) نو مبائع ہیں۔ یہ آماتو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا ظاہر کرے گا اِک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت — دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنے والی ہے

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب — مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است — خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش — در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

(Amato) کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے (جماعت احمدیہ آماتو کے) جلسہ نومبائع کے دوران گواہی دی کہ وہ بیس سال سے مسلمان ہیں اور اب تک اُنہیں نہ تو صحیح نماز پڑھنی آتی ہے اور نہ ہی اسلام کے بارے میں کچھ معلوم تھا۔ کیونکہ مولوی کو صرف پیسے سے پیار ہوتا ہے۔ تعلیم دینے اور شادی بیاہ عقیقہ وغیرہ کے موقع پر پیسے کا لالچ ہوتا ہے حتی کہ جنازہ پڑھانے کی بھی فِیس ہے۔ اس کے بغیر مولوی جنازہ نہیں پڑھاتے۔ لیکن خدا کے فضل سے دو سال پہلے جب سے احمدی ہوا ہوں احمدی معلم اور مبلغین نے جس رنگ سے تربیت کی ہے، اُس کی وجہ سے اب مجھے اسلام کے بارے میں بہت سی معلومات ملی ہیں اور اب میں ایک داعی الی اللہ کے طور پر کام کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے پنجوقتہ نمازی ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد بھی ادا کرتا ہوں۔ اور جو بیس (20) سال مَیں نے احمدیت کے بغیر گزارے اُس پر خدا کے حضور معافی مانگتا ہوں۔

پھر لائبیریا کے مبلغ ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ چھ ماہ قبل ہم نے ایک ایسے گاؤں میں تبلیغ کا پروگرام بنایا جو ایک مشکل جگہ پر واقع ہے اور کوئی گاڑی وہاں پر پہنچ نہیں سکتی۔ تقریباً پانچ چھ کلومیٹر پیدل چلنا پڑا۔ راستے میں ایک دریا پڑتا ہے جس کو عبور کرنے کیلئے چند لکڑیاں آپس میں باندھ کر مقامی ساخت کا ایک پل بنایا گیا۔ نئے آدمی کیلئے اس پر سے گزرنا بھی کافی مشکل کام ہے۔ دریا عبور کرکے جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو سب سے پہلے امام سے ملے اور اس کو درخواست کی کہ ہم آپ لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں اور احمدیت کا پیغام سنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے سارے لوگوں کو جمع کیا۔ خاکسار نے ایک لمبی تقریر کے بعد اُن کو احمدیت میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے سوال کیا کہ ہم پہلے بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور احمدی بھی مسلمان ہیں تو شمولیت سے کیا فرق پڑے گا۔ کہتے ہیں مَیں نے اُن کو اُن کی سمجھ کے مطابق بتایا۔ وہ اتنے پڑھے لکھے لوگ تو نہیں تھے لیکن وہاں افریقہ میں فٹ بال کا بڑا شوق ہے۔ تو انہوں نے ان کو اسی کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ فٹ بال کے کھلاڑی ہیں اور آپ کو کوئی اچھا فٹ بال کلب شمولیت کی دعوت دے تو آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ مَیں تو پہلے ہی فٹ بال کا کھلاڑی ہوں۔ مَیں کیوں آپ کے کلب میں شامل ہوں۔ آپ اکیلے کھلاڑی کچھ نہیں کر سکتے، کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کسی اچھی ٹیم میں شمولیت اختیار نہ کریں۔ اس وقت احمدیت اسلامی میدان میں بہترین ٹیم ہے اور زمانے کا امام اس کو لے کر چل رہا ہے۔ اس مثال سے وہ بہت محظوظ ہوئے اور سب نے امام سمیت جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ کہتے ہیں خاکسار نے اس وجہ سے کہ نئے احمدی ہیں اگر چندہ کا کہا تو ان میں کہیں دُوری نہ پیدا ہو جائے یا یہ نہ کہیں کہ صرف پیسے کیلئے آیا ہے تو مَیں نے چندہ کا وہاں ذکر نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد وہ امام صاحب سارے گاؤں کا چندہ لے کر خود مربی صاحب کے پاس شہر میں آگئے کہ جب وہ احمدی نہ تھے اُس وقت بھی شہر کی دوسری مسجد میں جا کر چندہ دیتے تھے۔ اور اب جبکہ ہم نے احمدیت قبول کرلی ہے تو چندہ ہم یہاں ادا کیا کریں گے۔ تب سے وہ ہر ماہ بغیر توجہ دلائے باقاعدہ چندہ لاتے ہیں اور واپس جا کر ان کو رسیدیں بانٹتے ہیں۔ اب یہ اگست کا چندہ لے کر آئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ آپ موسمِ برسات میں بالکل وہاں آنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ راستے میں بہت پانی ہے اور مَیں چندہ دینے کیلئے اپنے کپڑے اتار کر پانی سے گزر کر آیا ہوں۔ تو یہ لوگ اتنی محنت اور تردّد کرتے ہیں۔

پھر محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا لکھتے ہیں کہ ہم ایک نئی جماعت گوئی (Goye) میں ایم ٹی اے کیلئے ڈش لگانے گئے۔ جب ہم ڈش لگا چکے تو اُس وقت ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ کینیڈا کی کارروائی جاری تھی اور مجھے لکھتے ہیں کہ آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس گاؤں میں ٹی وی کے اوپر یہ پہلا پروگرام تھا جو آ رہا تھا، جس میں میری موجودگی میں وہاں کینیڈا کا جلسہ ہو رہا ہے۔ نومبائعین نے ایم ٹی اے پر اُسے دیکھا۔ جب سارے گاؤں کے نومبائع ایم ٹی اے دیکھنے کیلئے جمع ہو گئے تو اس گاؤں کے چیف الحاجی موسیٰ ابوبکر نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ شخص، یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ کے فضل سے اُس نے کہا کہ ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ ہم نے سچے امام کو مانا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اظہار کرواتا ہے۔

اکبر احمد صاحب امیر جماعت نائیجر لکھتے ہیں کہ نائیجر کے برنی کونی شہر سے گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر راڈاڈاُوا (Radadaoua) ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس گاؤں کے باسیوں نے علاقے میں سب سے پہلے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ وہابی مولوی اس گاؤں پہنچے اور احبابِ جماعت سے کہا کہ احمدی تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔ ان کا تو قرآن بھی اَور ہے۔ یہ مولوی ایک گروپ کی شکل میں وہاں پہنچے۔ بڑے بڑے جُبّہ پہنے ہوئے تھے۔ عربی بول کر اور قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر سادہ لوح احباب کو بہکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ سادہ لوح احباب جن کو بیعت کئے سات آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔ چندہ دیتے ہیں۔ اُن کے بچے وغیرہ نماز سیکھ چکے ہیں۔ وہ ان مولویوں کی باتیں سن کر پریشان ہوئے کہ وہ کیا کریں۔ بہرحال دل میں خیال پیدا ہوا کہ پھر سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ کہتے ہیں اسی گاؤں کے رہنے والے ایک دوست عثمان صاحب نے بتایا کہ یہ سب سن کر اُن کو بہت دکھ ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رات دعا کی کہ اے اللہ! تو خود میری رہنمائی فرما۔ اگر جماعت احمدیہ جھوٹی ہے تو خود مجھے اس سے بچا اور اگر جماعت سچی ہے تو کل مجھے پیسے ملیں۔ (یہ عجیب شرط لگائی انہوں نے) تو کہتے ہیں کہ عثمان صاحب کہتے ہیں کہ اگلے دن صبح میں اپنے دو دوستوں کے ساتھ گھر سے کام کیلئے نکلا۔ سڑک پر جا رہا تھا کہ سڑک کے کنارے ایک کالا پلاسٹک کا لفافہ پڑا ہوا ملا جسے اُٹھا کر مَیں نے دیکھا تو وہ پیسوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس میں دس دس ہزار فرانک کے کئی نوٹ تھے۔ کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں حسبِ معمول ریڈیو بھی تھا۔ (ریڈیو وہاں کے لوگوں کا رواج ہے۔ ہاتھ میں رکھتے ہیں) خاص طور پر گاؤں کے لوگ خبریں یا مختلف پروگرام بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں۔ کہتے ہیں عین اُس وقت ریڈیو پر اعلان ہو رہا تھا کہ کسی کا پیسوں سے بھرا لفافہ کہیں گر گیا ہے۔ اگر کسی کو ملے (یہ نشانیاں بتائیں) تو وہ ریڈیو اسٹیشن آ کر دے دے۔ عثمان صاحب کہتے ہیں کہ میرے دوست میرے پیچھے پڑ گئے کہ اس کو کھولو اور پیسے تقسیم کرتے ہیں۔ تو مَیں نے اُن سے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ میرے ربّ العزت کا جواب ہے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔ کیونکہ رات مَیں نے دعا کی تھی اور خدا نے میری دعا قبول کر کے میرے ایمان کو احمدیت پر مضبوط کیا۔ یہ رقم امانت ہے اسے مَیں واپس لوٹاؤں گا۔ (پیسے تو ملے لیکن یہ دکھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے دیئے کہ اب ایمان داری کا بھی آگے امتحان شروع ہوتا ہے) چنانچہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا سائیکل پکڑا اور کونی شہر آ کر یہ رقم ریڈیو کے ڈائریکٹر کو لوٹا دی۔ ڈائریکٹر نے عثمان صاحب سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر کیلئے رُکیں۔ وہ بندہ جس کے پیسے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ آئے جن کی رقم تھی۔ انہوں نے رقم گنی جو ایک ملین فرانک سے زائد تھی۔ اور وہ پوری تھی۔ اسکے بعد انہوں نے کچھ رقم عثمان صاحب کو بطور انعام کے دینا چاہی جسے عثمان صاحب نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا انعام اللہ تعالیٰ نے مجھے دے دیا ہے۔ مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں اور خدا کے فضل سے اس واقعہ کے بعد اس گاؤں کے جو احباب جماعت ہیں، ان کے ایمانوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

محمد احمد راشد صاحب مبلغ جرمنی لکھتے ہیں کہ ایک جرمن سائمن گلہر (Simon Geelhaar) نامی نوجوان نے بیعت کی۔ یہ اس سے قبل بھی مسلمان تھے۔ انکی جب خاکسار سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ مَیں نے جب اسلام قبول کیا تو میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ سارے مسلمان ملتِ واحدہ ہیں لیکن بعد میں مجھے علم ہوا کہ یہاں تو بہت سارے فرقے ہیں۔ اب مجھے کیسے پتہ چلے کہ کون حق پر ہے؟ کہتے ہیں کہ اس پر مَیں نے عرض کیا کہ اگر آپ صدقِ دل سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی رہنمائی کرے گا۔ انہوں نے دو تین دن ہی دعا کی تھی کہ ان کو دو مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ باوجود اسکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اُنکو نہیں آتا تھا۔ اس زیارت کے دوران یہ نام بآسانی زبان پر آنا شروع ہو گیا۔ نیز اس زیارت کے نتیجے میں اُن کے دل میں ایک نور پیدا ہوا اور اُن کو ایک طمانیت ملی کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔ یہ دوست گزشتہ عید کے روز خاکسار کے پاس آئے اور نماز عید ادا کی۔ اپنی خواب میں دو مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور اللہ کے فضل سے بیعت کی۔

فضل مجوکہ صاحب پرتگال سے لکھتے ہیں کہ پرتگال میں مقیم مراکش کے ایک دوست اُزنین رضوان صاحب نے خاکسار سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ مشن میں آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُنہیں مشن کا ایڈریس دیا گیا اور وہ مشن تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ایک سال سے ایم ٹی اے العربیہ دیکھ رہے ہیں اور وہ سو فیصد مطمئن ہیں اور بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُنہیں بیعت فارم دیا گیا جس کو انہوں نے پڑھا اور پُر کر دیا۔ اُزنین رضوان صاحب نے احمدیت کی طرف راغب ہونے کے متعلق دو خواب بتائے۔ کہتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ ایک سال قبل جب ایم ٹی اے العربیہ پر اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کا پروگرام دیکھ رہا تھا اور پروگرام کے آخر میں پڑھے جانے والے اقتباس کے متعلق بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے تو تب اُنہیں پتہ چلا کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جستجو کی اور باقاعدگی سے دلچسپی سے یہ پروگرام دیکھنے لگ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ دشمن مسلمانوں کے بہت قریب پہنچ گیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے فرما رہے ہیں کہ اِنْهَضُوْا لِلْجِهَادِ، اِنْهَضُوْا لِلْجِهَادِ۔ کہ جہاد کیلئے اُٹھ کھڑے ہو، جہاد کیلئے اُٹھ کھڑے ہو۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتا ہوں تو مَیں خواب میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ مَیں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کروں گا۔ اس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا اور میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی تعبیر ڈالی کہ مَیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر کے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرسکتا ہوں۔ دوسرے خواب کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر بادل کے دو بڑے ٹکڑے ہیں۔ اُن میں سے ایک ٹکڑا سفید رنگ کا ہے اور دوسرا سیاہ رنگ کا۔ سیاہ رنگ کے بادل کے بڑے ٹکڑے کے پیچھے سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا ٹکڑا بھی ہے، سفید بادل کا ٹکڑا اور سیاہ بادل کا بڑا ٹکڑا ایک دوسرے کے مدّمقابل ہیں۔ پھر سفید رنگ کا بادل، سیارہ رنگ کے بادل سے ٹکراتا ہے اور سیاہ رنگ کا بادل ریزہ ریزہ ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر سفید بادل بڑے ٹکڑے کو شکست دینے کے بعد سیاہ بادل کے چھوٹے ٹکڑے کی طرف بڑھتا ہے تو سفید بادل جس میں لوگ سوار ہیں، آواز آتی ہے کہ اس سے نہیں ٹکرانا، یہ رضوان ہے اور یہ ہم میں شامل ہو جائے گا۔ اُزنین رضوان صاحب نے بتایا کہ خواب کے بعد میرے دل میں شدید تڑپ پیدا ہو گئی کہ میں جلد از جلد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔

علا حسین صاحب عراق کے رہنے والے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ جب سے مَیں نے بیعت کی ہے، مجھے ہر طرح کے امن وسلامتی اور سکون کا احساس ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان وایقان میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اور یہ احساس ہوتا ہے کہ نہ صرف خدا تعالیٰ نے میرے گناہ بخش دیئے ہیں بلکہ اپنی محبت اور قرب میں بڑھایا ہے اور اب مَیں خدا تعالیٰ کی معیت میں ہوں اور میرے تمام اعضاء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت محسوس ہوتی ہے اور دین اسلام کی صداقت خوب کھل گئی ہے۔ پھر یہ مجھے لکھ رہے ہیں کہ آج سے دو سال قبل مَیں نے رمضان کے آخری عشرے کے دوران خواب میں آسمان اور زمین کے درمیان پگڑی والے ایک شخص کو دیکھا تھا جس کی پگڑی کے اوپر سفید رنگ کے پَر کے مشابہ کوئی چیز ہے۔ اس شخص کا بڑا رعب ہے اور وہ فی البدیہہ طور پر اونچی آواز میں شعر یا نظم پڑھ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں اور اپنے آپ میں ایسی گرمجوشی،

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Proprietor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

تسلی اور امن محسوس کرتا ہوں جس کا بیان ناممکن ہے۔ میں اپنے دل سے اسکے اشعار سن رہا ہوں، نہ ظاہری کانوں سے۔ اس شخص کے الفاظ اور عبارتیں کان میں ایسی پڑ رہی تھیں جیسے ٹھنڈا پاکیزہ پانی ہوتا ہے اور جو کلام میں اس بزرگ امام سے سنتا ہوں اس جیسا کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا ہوگا۔ ایسے لگتا ہے جیسے میں اُسے پیتا جا رہا ہوں۔ درحقیقت میرا دل سن اور دیکھ رہا ہوتا ہے اور سیراب ہوتا ہے حتی کہ میری آنکھیں آنسوؤں سے امڈ آتی ہیں اور وہ الفاظ میرے نفس، روح، عقل اور دل پر گہرا اثر کرتے ہیں اور میرے جسم کے ہر ذرے میں رچ بس جاتے ہیں۔ جب مَیں بیدار ہوتا ہوں تو اُنہیں یاد کر کے لکھنا چاہتا ہوں، جو یہ الفاظ تھے۔

آثَرْتُ الجَمَالَ عَلَى الجِمَالِ
اَنْتَ رُوْحِیْ وَرَاحَتِیْ تَعَالَ حَبِیْبِیْ

یہ اس پیارے شخص کے لمبے قصیدے سے چند جملے مجھے یاد رہے۔ مجھے خیال گزرا کہ شاید وہ بزرگ حضرت علیؓ ہیں۔ پھر خیال آیا کہ جو پگڑی اس بزرگ نے پہنی ہوئی تھی وہ غیر معروف تھی اور پگڑی کے اوپر والا طرّہ غیر معروف تھا۔ یعنی اس کی گردن دائیں طرف کو جھکی ہوئی تھی اور اُن کے الفاظ بہت خوبصورت اور اس طرح محبت سے معمور تھے کہ میں کبھی اُن کو بھلا نہیں سکتا۔ بہرحال اس خواب کے قریباً ایک ہفتے کے بعد میں ایک دن ٹی وی پر مختلف چینل تلاش کر رہا تھا کہ اچانک آٹو میٹک سرچ پر لگا کر نئے چینل کی تلاش کی تو اچانک مجھے ٹی وی سے آواز آئی کہ

لَقَدْ اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ
رَحِیْمٍ عِنْدَ طُوْفَانِ الضَّلَالِ

(یعنی میں رب کریم و رحیم کی طرف سے ضلالت کے اس طوفان کے زمانے میں بھیجا گیا ہوں)۔ اس پر مجھے بڑا جھٹکا لگا اور مَیں جلدی سے ٹی وی کی طرف لپکا اور ایک چینل پر ایک شخص کی تصویر دیکھی جس کے نیچے لکھا تھا اَلْاِمَامِ الْمَھْدِیْ وَالْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد اور مندرجہ بالا الفاظ پڑھے جا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مَیں اپنے جذبات پر کنٹرول کھو بیٹھا اور اونچی آواز سے رونے لگا۔ خدا کی قسم! میں ہفتہ بھر روتا رہا اور جب بھی وہ تصویر ٹی وی پر آتی یا وہ اشعار سنتا تو اپنے گزشتہ گناہوں کی وجہ سے سر پیٹنے لگتا۔ اب دن رات میرا شغل ایم ٹی اے کا دیکھنا ہو گیا جیسے کسی کو فائنل میچ کا انتظار ہوتا ہے۔ اور رونے کے آثار میرے منہ پر واضح ہوتے۔ حتی کہ بعض لوگ مجھ سے پوچھنے لگتے کہ کیا تم رو کر آئے ہو؟ انہوں نے مجھے لکھا کہ کئی دفعہ خواب میں مَیں نے آپ کو بھی دیکھا۔ تو بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اُس کو نظر آئی۔

تو یہ چند واقعات جو مَیں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہ جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہونے پر یقین کامل پیدا کرتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تسبیح، تحمید اور استغفار کی طرف بھی زیادہ سے زیادہ توجہ پھیرنے والے ہونے چاہئیں۔ یہ سن کر صرف الحمدللہ اور ماشاءاللہ پڑھنا کافی نہیں ہوگا۔ یا صرف عارضی طور پر محظوظ ہونا ہی کافی نہیں ہوگا۔ جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اُس کی تسبیح کرتے ہوئے، اُس کی حمد کرتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے جذب کرنے والے ہوں اور ایمان میں ترقی کرنے والے ہوں، وہاں ان نئے آنے والوں کیلئے نمونہ قائم کرنے والے بھی بنیں۔ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے بیشک بہت سے ایسے ہیں جن کی رہنمائی اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور اُن کے ایمانوں کو مضبوطی بخشی لیکن لاکھوں آنے والوں میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو علمی دلیلوں اور زمانے کے حالات دیکھ کر ایک مصلح کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے احمدی ہوئے ہیں یا احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے نمونے بھی دیکھنے ہیں جو پہلے احمدی ہیں۔

پس آپ جو انصار اللہ کہلاتے ہیں حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں اور بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اُسکی حمد کرتے ہوئے مزید شکر گزار بنیں۔ استغفار کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور نئے آنے والوں کیلئے اور اسی طرح اپنے لئے بھی مضبوطی ایمان اور ہر قسم کے شرور سے بچنے کی دعا کریں۔

اور یہاں مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انصار کی عمر کو پہنچ کر عاقبت کی زیادہ فکر ہونی چاہئے لیکن افسوس ہے کہ بعض ایسے بھی ہیں جو بجائے اس فکر کے معاشرے میں بے سکونی کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اُن کے گھروں میں بھی بے سکونیاں ہیں اور گھروں سے باہر معاشرے میں بھی جھگڑوں کی وجہ سے بے سکونیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس اس طرف بھی ایسے لوگوں کو توجہ دینی چاہئے۔ جب بچے جوان ہو جائیں یا جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہے ہوں تو اُن کیلئے ہمیں، انصار کی عمر کو پہنچے ہوئے لوگوں کو تو نمونہ بننا چاہئے۔ اُن کیلئے بھی استغفار کرنی چاہئے تا کہ مسیح موعودؑ کی قبولیت کا انعام جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھروں میں آیا ہے اُس کا فیض اگلی نسلوں میں بھی جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 14 دسمبر 2012)

......☆......☆......☆......

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم عزیز الدین صاحب مرحوم آف چارکوٹ

(بشارت احمد بشیر، ریٹائرڈ مبلغ سلسلہ)

مکرم عزیز الدین صاحب آف چارکوٹ مورخہ 23 جنوری 2021 بروز ہفتہ وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

موت حتمی اور اٹل شئے ہے۔ ہر انسان کو اس کا مزہ چکھنا ہے۔ موت ایسی چیز ہے جس سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں ،لیکن ہم اسی قدر اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ ہم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو اپنے ہاتھ سے دفناتے ہیں اور پھر معاً بعد اس کو بھول جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے عزیز و اقارب کی قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے موت یاد آتی ہے۔ اس سے کوئی بھی ذی روح مستثنیٰ نہیں۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

انسان کی زندگی مختصر ہے اسکو بنی نوع انسان کی خدمت پر مامور رکھا جانا چاہئے۔ مرحوم ان ہی خوبیوں اور مناقب سے مرصع تھے۔ عزیز الدین صاحب مرحوم نہایت مخلص، ایماندار، دیانتدار، وفاشعار اور جماعت کا دَرد رکھنے والے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ مرحوم پہاڑ کی اونچائی سے کڑکتی دھوپ میں مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے آتے تھے اور دھوپ سے بچنے کیلئے سر پر چادر ڈال لیتے تھے۔ خطبہ کے دوران اگر کوئی درد بھرا رقت آمیز واقعہ سنتے تو جذباتی ہو جاتے اور آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ مرحوم نہایت رفیق القلب تھے۔ مرحوم جماعت احمدیہ چارکوٹ کے سالہا سال تک نائب صدر کے عہدہ پر فائز رہے اور خدمت بجالاتے رہے۔ آپ مرکز احمدیت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے پناہ محبت ومودّت رکھتے تھے۔ آپ کا نمونہ اور طریق کار قابل رشک وقابل تقلید تھا۔ مرحوم ہر سال جلسہ سالانہ قادیان اور مرکزی پروگرام میں خود بھی شریک ہوتے اور دوسرے افراد کو بھی تحریک کر کے شریک کرتے۔ مرحوم کی وفات سے جماعت احمدیہ چارکوٹ میں ایک خلاء واقع ہوا ہے۔ جماعت ایک نہایت مخلص احمدی سے محروم ہوگئی ہے۔

مرحوم موصی تھے۔ 24 جنوری 2021 بروز اتوار بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔

زندگی کی گہماگہمی میں بھی سوجاتے ہیں لوگ
چلتے چلتے وسعت ماضی میں کھوجاتے ہیں لوگ

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علّیین میں اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

کا زوج صدیق ہوتا ہے اور عورتوں کو صدیق کے درجہ پانے سے روکا نہیں گیا۔ اب جو عورتیں صدیقیت کے مقام پر پہنچ جائیں وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچائی جائیں گی جس طرح تمام صدیق پہنچائے جائیں گے کیونکہ وہ مرتبہ صدیقیت کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں شامل ہوں گی۔ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ سے یہ بتانا مطلوب نہیں کہ جنت بڑا مقام ہے اور اس کے بہت سے دروازے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ اخلاق حسنہ اور نیکیاں کہ جن کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوں گے وہ اس جہان میں جنت کے دروازوں کی شکل میں متمثل ہوں گی۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 412، مطبوعہ 2010 قادیان)

بقیہ سیرۃ المہدیؑ از صفحہ نمبر 8

حجاب درمیان سے اٹھا دیا جاوے۔ چنانچہ بادشاہ نے اُسے اٹھوا دیا تو لوگوں نے دیکھا کہ بعینہٖ اسی قسم کی دیوار جو پہلے کاریگر نے تیار کی تھی دوسری طرف بھی کھڑی ہے۔ کیونکہ درمیانی حجاب اُٹھ جانے سے دیوار کے سب نقش و نگار بغیر کسی فرق کے اس دوسری دیوار پر ظاہر ہو گئے۔

میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے مجھے یہ بات سنائی تو میں سمجھا کہ شاید کسی بادشاہ کا ذکر ہوگا اور میں نے اس کے متعلق کوئی زیادہ خیال نہ کیا لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ نے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا تو تب میں سمجھا کہ یہ تو آپ نے اپنی ہی مثال سمجھائی تھی۔ چنانچہ میں نے ظلی نبوت کا مسئلہ یہی مثال دیکر غوث گڑھ والوں کو سمجھایا اور وہ اچھی طرح سمجھ گئے۔ پھر جب لاہوریوں کی طرف سے مسئلہ نبوت میں اختلاف ہوا تو اس وقت غوث گڑھ کی جماعت کو کوئی تشویش پیدا نہیں ہوئی اور انہوں نے کہا کہ یہ بات تو آپ نے ہم کو پہلے سے سمجھائی ہوئی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعودؑ کا کمال اسی میں ہے کہ آپ نے اپنے لوح قلب کو ایسا صیقل کیا کہ اس نے سرور کائنات کے نقش ونگار کی پوری پوری تصویر اتار لی اور لَا رَیب جو کوئی بھی اپنے دل کو پاک وصاف کریگا وہ اپنی استعداد کے مطابق آپ کے نقش و نگار حاصل کر لے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بخیل نہیں ہیں بلکہ بخل ہم میں ہے جو آپکی اتباع کو کمال تک نہیں پہنچاتے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَ عَلٰٓی اٰلِہٖ وَعَلٰٓی اَصْحَابِہٖ وَ عَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

میں نے تو جاہلیت میں بھی بدیوں سے پرہیز کیا ہے اور اسلام میں بھی اس کے احکام کو نہیں توڑا

مَیں کیوں اور کس جرم میں اُس عہدے کو چھوڑدوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے؟ میں تو اُس قمیص کو کبھی نہیں اُتاروں گا جو خدا تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 مارچ 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت عثمانؓ نے آخری حج کب کیا؟

جواب حضرت عثمانؓ نے اپنی وفات سے یا جب فتنہ زوروں پر تھا اس سے تقریباً ایک سال پہلے آخری حج کیا۔

سوال حج سے واپسی پر حضرت امیر معاویہ نے فتنے کی روک تھام کیلئے حضرت عثمانؓ کو کیا مشورے دیئے اور حضرت عثمانؓ نے امیر معاویہ کو کیا جواب دیا؟

جواب حضرت امیر معاویہ نے فرمایا: **اول میرا مشورہ** یہ ہے کہ آپؓ میرے ساتھ شام چلیں کیونکہ شام میں ہر طرح سے امن ہے اور کسی قسم کا فساد نہیں۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو جواب دیا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتا خواہ جسم کی دھجیاں اڑا دی جائیں۔ حضرت معاویہ نے کہا پھر **دوسرا مشورہ** یہ ہے کہ آپؓ مجھے اجازت دیں کہ میں ایک دستہ شامی فوج کا آپؓ کی حفاظت کیلئے بھیج دوں۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ میں عثمان کی جان کی حفاظت کیلئے اس قدر بوجھ بیت المال پر نہیں ڈال سکتا۔

سوال حضرت امیر معاویہ نے آخری تجویز کیا پیش کی؟

جواب حضرت امیر معاویہ نے فرمایا کہ اگر ان تدابیر میں سے جو آپؓ کی حفاظت کیلئے میں نے پیش کی ہیں آپؓ کوئی بھی قبول نہیں کرتے تو اتنا تو کیجیے کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں کہ اگر میری جان کو کوئی نقصان پہنچا تو معاویہ کو میرے قصاص کا حق ہوگا۔ شاید لوگ اس سے خوف کھا کر شرارت سے باز رہیں۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ معاویہ! جو ہونا ہے ہو کر رہے گا، میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کی طبیعت سخت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ مسلمانوں پر سختی کریں۔

سوال محصور ہونے کے وقت ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے مفسدین کو کیا فرمایا؟

جواب حضرت عثمانؓ نے اپنے گھر سے جھانک کر فرمایا کہ اے میری قوم! مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میں حاکم وقت اور تمہارا مسلمان بھائی ہوں۔ بخدا میں نے ہمیشہ مقدور بھر اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے خواہ میرا موقف درست تھا یا مجھ سے کوئی خطا ہوئی۔ یاد رکھو اگر تم نے مجھے قتل کیا تو تم لوگ کبھی بھی اکٹھے نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ ہی کبھی اکٹھے جہاد کر سکو گے اور نہ ہی اموالِ غنیمت کی تم میں منصفانہ تقسیم ہو سکے گی۔

سوال محاصرین کے انکار پر حضرت عثمانؓ نے کیا دعا فرمائی، دعا کی قبولیت کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب جب محاصرین نے آپؓ کی بات نہ مانی تو آپؓ نے دعا کی کہ یا اللہ! تُو انہیں اچھی طرح گن لے اور ان سب کو چن چن کر مارنا اور ان سب میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔ حضور انور نے فرمایا: مجاہد کہتے ہیں کہ اس فتنہ میں جس جس نے بھی حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

سوال فتنہ کے متعلق حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن سلام کو کیا رائے دی؟

جواب حضرت عثمانؓ نے فرمایا لڑائی سے بچو۔ لڑائی سے بچو۔ کیونکہ یہ بات تمہارے حق میں بطور دلیل زیادہ مضبوط ہوگی۔

سوال مفسدین سے قتال کے متعلق حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت عثمانؓ سے کیا کہا اور حضرت عثمانؓ نے اسکا کیا جواب دیا؟

جواب حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ یوم الدّار کو میں نے حضرت عثمانؓ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے امیر المومنینؓ! اب تو تلوار اٹھانا ہی مناسب ہے۔ آپؓ نے فرمایا اے ابوہریرہؓ! کیا تم پسند کرو گے کہ تم تمام لوگوں کو اور مجھے بھی قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر تم نے ایک شخص کو بھی قتل کیا تو گویا سب لوگ قتل ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں پھر واپس آ گیا۔ اس لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔

سوال آخری حیلے کے طور پر مفسدین نے کیا کیا؟

جواب مفسدین نے آخری حیلے کے طور پر ایک شخص کو حضرت عثمانؓ کی طرف بھیجا کہ وہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔

سوال پیغامبر کو حضرت عثمانؓ نے کیا جواب دیا؟

جواب حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے تو جاہلیت میں بھی بدیوں سے پرہیز کیا ہے اور اسلام میں بھی اسکے احکام کو نہیں توڑا۔ مَیں کیوں اور کس جرم میں اس عہدے کو چھوڑ دوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے؟ میں تو اس قمیص کو کبھی نہیں اتاروں گا جو خدا تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔

سوال پیغامبر نے واپس لوٹ کر مفسدین کو کیا کہا؟

جواب پیغامبر نے کہا خدا کی قسم! ہم سخت مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ خدا کی قسم! مسلمانوں کی گرفت سے عثمان کو قتل کرنے کے سوائے ہم بچ نہیں سکتے۔ اور قتل کرنے کی صورت میں حکومت تہ و بالا ہو جائے گی اور انتظام بگڑ جائے گا اور کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا اور اس کا قتل کرنا کسی طرح جائز نہیں۔

سوال حضرت عبداللہ بن سلام نے مفسدین کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ اے قوم! خدا کی تلوار کو اپنے اوپر نہ کھینچو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے تلوار کھینچی تو پھر اسے میان میں کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ عقل کرو۔ آج تم پر حکومت صرف کوڑے کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اگر تم نے اس شخص کو قتل کر دیا تو حکومت کا کام بغیر تلوار کے نہ چلے گا۔ یاد رکھو کہ اس وقت مدینہ کے محافظ ملائکہ ہیں۔ اگر تم اس کو قتل کر دو گے تو ملائکہ مدینہ کو چھوڑ جائیں گے۔

سوال شہادت سے قبل رات کو حضرت عثمانؓ نے رؤیا میں کیا دیکھا؟

جواب رؤیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپؓ کو نظر آئے، اور فرمایا کہ عثمانؓ آج شام کو روزہ ہمارے ساتھ کھولنا۔

سوال حضرت عثمانؓ کے واقعہ شہادت کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب مفسدین میں سے چند لوگ ایک ہمسائے کی دیوار پھاند کر آپؓ کے کمرے میں گھس گئے۔ جب یہ لوگ اندر پہنچے تو حضرت عثمانؓ کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے پایا۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور ایک لوہے کی سیخ حضرت عثمانؓ کے سر پر ماری اور پھر حضرت عثمانؓ کے سامنے جو قرآن کریم دھرا ہوا تھا اس کو لات مار کر پھینک دیا۔ قرآن کریم لڑھک کر حضرت عثمانؓ کے پاس آ گیا اور آپؓ کے سر پر سے خون کے قطرات گر کر اس پر آ پڑے۔ اس کے بعد ایک اَور شخص سُوْدَان نامی آگے بڑھا اور اس نے تلوار سے آپؓ پر حملہ کرنا چاہا۔ پہلا وار کیا تو آپؓ نے اپنے ہاتھ سے اس کو روکا اور آپؓ کا ہاتھ کٹ گیا۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم! یہ وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن کریم لکھا تھا۔ اسکے بعد پھر اس نے دوسرا وار کر کے آپؓ کو قتل کرنا چاہا تو آپ کی بیوی نائلہ وہاں آ گئیں اور اپنے آپ کو بیچ میں کھڑا کر دیا مگر اس شقی نے ایک عورت پر وار کرنے سے بھی دریغ نہ کیا اور وار کر دیا جس سے آپؓ کی بیوی کی انگلیاں کٹ گئیں اور وہ علیحدہ ہو گئیں۔ پھر اس نے ایک وار حضرت عثمانؓ پر کیا اور آپؓ کو سخت زخمی کر دیا۔ اسکے بعد اس شقی نے یہ خیال کر کے کہ ابھی جان نہیں نکلی، شاید بچ جائیں اسی وقت جبکہ زخموں کے صدموں سے آپ بیہوش ہو چکے تھے اور شدت درد سے تڑپ رہے تھے آپؓ کا گلا پکڑ کر گھونٹنا شروع کیا اور اس وقت تک آپکا گلا نہیں چھوڑا جب تک آپؓ کی روح جسمِ خاکی سے پرواز کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت کو لبیک کہتی ہوئی عالم بالا کو پرواز نہیں کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سوال حضور انور نے حضرت عثمانؓ کے کون کون سے فضائل بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا حضرت عمرؓ کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر مسندِ خلافت کیلئے حضرت عثمانؓ پر پڑی اور آپ اکابر صحابہؓ کے مشورہ سے اس کام کیلئے منتخب کیے گئے۔ آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے داماد تھے اور یکے بعد دیگرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو بیٹیاں آپؓ سے بیاہی گئیں اور جب دوسری لڑکی آنحضرت صلی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فوت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر میری کوئی اَور بیٹی ہوتی تو میں اُسے بھی حضرت عثمانؓ سے بیاہ دیتا۔ آپ اہلِ مکہ کی نظر میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتے اور اس وقت ملکِ عرب کے حالات کے مطابق مالدار آدمی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپؓ کا بہت احترام فرماتے تھے۔ ☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے

سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تُو قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اُسے بھی تُو دے اور جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تُو درگزر کر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے عفوودرگزر کے ایمان افروز واقعات کے حوالہ سے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عفوودرگزر کی فضیلت پر پُر معارف بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20 فروری 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے شروع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کس آیت کی تلاوت فرمائی اور اس کی تشریح میں کیا بیان فرمایا؟

جواب خطبہ جمعہ کے شروع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے: سورۃ آل عمران آیت 135 کی تلاوت فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

حضور انور نے فرمایا: اس میں اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کے بارے میں بتایا ہے کہ جب تم ہر حال میں اپنے بھائیوں کا خیال رکھو گے تو نیکی کرنے کی روح تم میں پیدا ہو گی اور پھر فرمایا کہ ایک بہت بڑا خلق تمہارا غصے کو دبانا اور لوگوں سے عفو کا سلوک کرنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگوں سے عفو کا سلوک کرو گے، اس لئے کہ معاشرے میں فتنہ نہ پھیلے، اس لئے کہ جس کو تم معاف کر رہے ہو اس کی اصلاح ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں سے میں محبت کرتا ہوں۔

سوال برائیوں کا احساس مٹ جانے سے معاشرے پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا۔

سوال آیت خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ کی تشریح کرتے ہوئے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ معاف کرنے کا خُلق اختیار کرو اور اچھی باتوں کا حکم دو اگر کسی سے زیادتی کی بات دیکھو تو درگزر کرو۔ فوراً لڑنے بھڑنے پر تیار نہ ہو جایا کرو اور جو زیادتی کرنے والا ہے اس کو آرام سے سمجھاؤ اگر وہ باز نہ آئے تو وہ جاہل شخص ہے، تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ پھر ایک طرف ہو جاؤ اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

سوال حضور انور نے تمام احمدیوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو ہر وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اس بھیانک معاشرے میں اس نے بھی اپنا رویہ ٹھیک نہ کیا تو پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشاد

کے مطابق وہ جماعت سے کاٹا جائے گا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑی فضیلت کیا بیان کی؟

جواب حضرت معاذ بن انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اسے بھی تو دے اور جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تو درگزر کر۔

سوال معاشرے میں صلح جوئی کی بنیاد ڈالنے کیلئے حضور انور نے کیا نسخہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کرنا ہی بہتر ہوتا ہے تا کہ معاشرے میں صلح جوئی کی بنیاد پڑے، صلح کی فضا پیدا ہو۔ عموماً جو عادی مجرم نہیں ہوتے وہ درگزر کے سلوک سے عام طور پر شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلاح بھی کرتے ہیں اور معافی بھی مانگ لیتے ہیں۔

سوال معاف کرنے کی اہمیت کے متعلق حضور انور نے کونسی حدیث بیان فرمائی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

سوال بُری اور لغو باتوں کا جواب نہ دینے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کونسی حدیث بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت ابو بکر ؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں برا بھلا کہنا شروع کیا حضور ؐ اسکی باتیں سن کر تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے، جب اس شخص نے بہت کچھ کہہ لیا تو حضرت ابو بکر ؓ نے اسکی ایک آدھ بات کا جواب دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ مجلس سے تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر ؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی موجودگی میں مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا اور آپ بیٹھے مسکرا رہے تھے لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ غصے ہو گئے اس پر آپ نے فرمایا وہ گالی دے رہا تھا تم خاموش تھے تو خدا کا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا لیکن جب تم نے اس کو الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توریت میں کونسی علامات بیان ہوئی ہیں؟

جواب توریت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ علامات بیان ہوئی ہیں کہ وہ نبی تندخو اور سخت دل نہ ہوگا، نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو اور بخشش سے کام لے گا۔

سوال ایک مرتبہ حضرت ابو بکر ؓ منبر پر چڑھے تو رونے لگے لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت ابو بکر ؓ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سال جب منبر پر چڑھے تو رونے لگے اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت طلب کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں جو کسی کو مل سکتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے حق میں بددعا کرنے والوں کو کہا میں دنیا میں لعنت کیلئے نہیں بلکہ رحمت کیلئے آیا ہوں۔

سوال عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح کون تھا؟ اور کس جرم میں واجب القتل ٹھہرایا گیا تھا؟

جواب عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی تھا۔ بغاوت اور ارتداد اختیار کرنے نیز کفار مکہ سے جا ملنے اور وہاں جا کر کھلے بندوں یہ کہنے کہ جو میں کہتا تھا اس کے مطابق وحی بنا کر لکھ دی جاتی تھی (نعوذ باللہ) اسکی ایسی حرکتوں پر اسے واجب القتل قرار دیا گیا۔

سوال عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح کی معافی کس طرح ہوئی اور رسول کریم ﷺ نے اس سے کس طرح معاملہ کیا؟

جواب عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح نے اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان غنی ؓ کی پناہ میں آکر معافی کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو اعراض فرمایا مگر حضرت عثمان ؓ کی اس بار بار کی درخواست پر کہ میں اسے امان دے چکا ہوں حضور ؐ نے بھی اسے معاف فرما دیا اور اس کی بیعت قبول فرمالی۔ بیعت کی قبولیت کے بعد عبداللہ اپنے جرائم کی وجہ سے رسول کریم ﷺ کے سامنے آنے سے کتراتا تھا۔ آپ ؐ نے اسے نہایت محبت سے پیغام بھجوایا کہ اسلام قبول کرنا اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس لئے تم شرمندہ ہو کے گھبراؤ نہ، چھپو نہیں۔

سوال ہند کون تھی اور اپنے کن کن جرائم کی بناء پر واجب القتل قرار دی گئی تھی؟

جواب ہند زوجہ ابوسفیان تھی۔ اس نے اسلام کے خلاف جنگوں کے دوران کفار قریش کو اکسانے اور بھڑکانے کا فریضہ خوب ادا کیا تھا۔ وہ مردوں کو ابھارنے کیلئے اشعار پڑھتی تھی۔ جنگ احد میں اسی ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ ؓ کی نعش کا مثلہ کیا اور ان کا کلیجہ نکال کر چبالیا۔ انہیں جرائم کی بناء پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واجب القتل قرار دیا۔

سوال ہند زوجہ ابوسفیان کی معافی کس طرح ہوئی؟

جواب فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ عورتوں کی بیعت لے رہے تھے تو ہند بھی نقاب اوڑھ کر آ گئی، بیعت کے دوران اس نے بعض شرائط بیعت کے بارے میں استفسار کیا۔ نبی کریم ؐ پہچان گئے کہ ایسی دیدہ دلیری ہند کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتی تو آپ ؐ نے پوچھا کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں جو پہلے گزر چکا آپ اس سے درگزر فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرمائے گا۔ رسول کریم ﷺ نے ہند کو بھی معاف فرما دیا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو اور حسن اخلاق کا ہند پر کیسا اثر ہوا؟

جواب ہند پر آپ ؐ کے عفو و کرم کا ایسا اثر ہوا کہ اسکی کایا ہی پلٹ گئی۔ واپس گھر جا کر اس نے تمام بت توڑ دیئے۔ اسی شام جب اس نے بیعت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ضیافت کا اہتمام بھی کیا اور خاص طور پر دو بکرے ذبح کروائے اور بھون کر حضور کی خدمت میں بھجوائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آج کل جانور کم ہیں اس لئے حقیر سا تحفہ بھیج رہی ہوں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعا دی کہ اے اللہ ہند کے بکریوں کے ریوڑ میں بہت برکت ڈال دے، چنانچہ اس دعا کے نتیجے میں بہت برکت پڑی اور اس سے بکریاں سنبھالی نہ جاتی تھیں۔

سوال حضور انور نے احمدیوں کو عفو اور درگزر کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ زمانے کے امام کے ساتھ ہم نے عہد کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا عملی نمونہ بن کر دکھائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔ درگزر اور عفو کی عادت ڈالیں۔ اگر ذرا سی بھی برداشت کا مادہ پیدا ہو جائے تو آدھے سے زیادہ مسائل اور جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو کیا نصیحت کی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو سے تقویٰ سرایت کر جاوے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصے کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

الفور کامل ہاویہ کی سزا یعنی موت بلا توقف اس پر نازل ہوتی اور ضرور تھا کہ **وہ کامل عذاب اس وقت تک تھما رہے جب تک کہ وہ بے باکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔** (ایضاً صفحہ 4)

(3) بے شک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا **لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں کسی قدر مہلت دی گئی کیونکہ حق کا رعب اس نے اپنے سر پر لے لیا۔** اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اس شرط سے کسی قدر فائدہ اٹھانے کا مستحق ہو گیا جو الہامی عبارت میں درج ہے اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالیٰ کے الہام میں وعدہ ہوا۔ (ایضاً صفحہ 6)

(4) کیا یہ بات سچائی کے کھولنے کیلئے کافی نہیں کہ ہم نے صرف عبداللہ آتھم کے حالات پیش نہیں کئے مگر ہزار روپیہ کا اشتہار بھی دے دیا اور یاد رکھو کہ وہ اس اشتہار کی طرف رخ نہیں کرے گا کیونکہ کاذب ہے اور اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ اس خوف سے مرنے تک پہنچ چکا تھا **اور یاد رہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم میں کامل عذاب کی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے اور وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آ جائے گی۔** خدا تعالیٰ کے تمام کام اعتدال اور رحم سے ہیں اور کینہ ور انسان کی طرح خواہ نخواہ جلد باز نہیں۔ (ایضاً صفحہ 10)

(5) اب اگر آتھم صاحب قسم کھا لیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جسکے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے **اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑیگا جس نے حق کا اخفا کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا** لیکن ہم اس موخر الذکر شق کی نسبت ابھی صرف اتنا کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نشان کو ایک عجیب طور پر دکھلانا ارادہ کیا ہے جس سے دنیا کی آنکھ کھلے اور تاریکی دُور ہو اور وہ دن نزدیک ہیں دُور نہیں مگر اُس وقت اور گھڑی کا علم جب دیا جائیگا تب اسکو شائع کر دیا جائیگا۔ (ایضاً صفحہ 114)

(6) انہوں نے (یعنی آتھم نے ۔ناقل) باوجود ڈاکٹر کلارک کے بہت سے سیاپے کے نالش نہ کی اور یہ بھی انہیں معلوم تھا کہ نالش کی تقریب پر قسم بھی دی جائیگی۔ پس اسی خرخشہ سے جو انکی جان پر وبال لاتا تھا کنارہ کیا **مگر تاہم یہ کنارہ کشی بے سود ہے کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔** نادان پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے۔ اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلو تہی کر کے اپنے اس طریق سے صاف بتلا دیا کہ ضرور رجوع بحق کیا۔ اور تین حملوں کی طرز وقوع سے بھی بتلا دیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے **مگر پھر بھی آتھم اس جرم سے بری نہیں ہے کہ اس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا۔** (ضیاء الحق رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 269)

اب عیسائیوں کی راہیں بدل گئیں اور بھولا بسرا خداوند مسیح کہیں سے نکل آیا یہ ان زبانوں پر جاری ہو گیا کہ خداوند مسیح بڑا ہی قادر خدا ہے جس نے مسٹر عبداللہ آتھم کو بچا لیا اس لئے ضرور ہوا کہ خدا تعالیٰ اس مصنوعی خدا کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرے کہ کیا یہ عاجز انسان جس کا نام ربنا المسیح رکھا گیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے۔ **سو اب موت کے پہلو کا وقت آ گیا اب ہم دیکھیں گے کہ عیسائیوں کا خدا کہاں تک طاقت رکھتا ہے** اور کہاں تک اس مصنوعی خدا پر ان لوگوں کا توکل ہے۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 62)

پیشگوئی کے مطابق فیروز پور میں 27 جولائی 1896 کو آتھم فوت ہو گیا

چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب 27 جولائی 1896ء کو بمقام فیروز پور فوت ہو گئے ہیں اسلئے ہم قرین مصلحت سمجھتے ہیں کہ پبلک کو وہ پیشگوئیاں دوبارہ یاد دلا دیں جن میں لکھا تھا کہ آتھم صاحب اگر قسم نہیں کھائینگے تو اس انکار سے جو انکا اصل مدعا ہے یعنی باقی ماندہ عمر سے ایک حصہ پانا یہ انکو ہرگز حاصل نہیں ہوگا بلکہ انکار کے بعد جو انکی بیباکی کی علامت ہے جلدی اس جہان سے اٹھائے جائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ابھی ہمارے اشتہار 30 دسمبر 1895 پر سات مہینے نہیں گزرے تھے کہ وہ اس جہان سے گزر گئے۔ (انجام آتھم رُخ جلد 11 صفحہ 1)

درد بھری پکار، یا الٰہی یہ کیسی بے ایمانی اور بدذاتی ہے جو ہمیں ناحق ستایا جاتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اے مخالف لوگو! کیا کوئی تم میں سے سوچنے والا نہیں! کیا ایک بھی نہیں؟ کیا کسی کو بھی خدا تعالیٰ کا خوف نہیں کیا کوئی بھی تم میں ایسا نہیں کہ جو سیدھے دل سے اس واقعہ میں غور کرے۔ اس قدر افترا کیوں ہے کیوں دلوں پر ایسے پردے ہیں جو سیدھی بات سمجھ نہیں آتی۔ اس بات کو کہتے ہوئے کہ پیشگوئی غلط نکلی کیوں تم کو خدا کا خوف نہیں پکڑتا کیوں تمہارا دل کانپ نہیں جاتا۔ کیا تم انسان ہو یا بالکل مسخ ہو گئے۔ وہ آنکھیں کہاں گئیں جو حق کو دیکھتی ہیں۔ وہ دل کدھر چلے گئے جو سچائی کو فی الفور سمجھ لیتے ہیں، اس سے کوئی بے ایمانی بڑھ کر نہیں کہ جو سچی بات کو ناحق جھوٹ بنایا جاوے اور نہ اس سے کوئی بدذاتی زیادہ بدتر ہے جو جھوٹ پر خواہ نخواہ ضد کی جائے اب کون سے دلائل باقی ہیں جو ہم تمہارے پاس بیان کریں اور ثبوت میں کونسی کسر رہ گئی ہے جو وہ کسر نکالی جاوے **خدایا یہ کیسے اندھے ہیں** کہ اس بات کو منہ پر لانے کے وقت کہ پیشگوئی غلط نکلی، پیشگوئی کی شرط کو بھول جاتے ہیں۔ **یا الٰہی یہ کیسی بے ایمانی اور بدذاتی** ہے جو ہمیں ناحق بار بار ستایا جاتا ہے۔ اور کوئی بھلا مانس آتھم کو جا کر نہیں پوچھتا کہ **تم اس ضروری قسم سے کیوں گریز کر گئے اور کیوں عیسائی مذہب پر سیاہی مل دی** اور کیوں ایسی قسم نہ کھائی جو عقلاً و انصافاً و قانوناً نہایت ضروری تھی اور تم پر واجب ہو چکی تھی۔ (ضیاء الحق رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 315)

اس پورے معاملے میں مولویوں اور نام نہاد مسلمان علماء کا کیا کردار رہا اس پر ہم انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں کچھ عرض کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

ملکی رپورٹیں

حیدرآباد کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

افضل گنج، بی بی بازار : الحمدللہ جماعت احمدیہ حیدرآباد کے حلقہ افضل گنج اور بی بی بازار کا جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد احمدیہ مسجد جوبلی ہال میں زیر صدارت محترم محمد عظمت اللہ غوری صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد عمل میں آیا۔ جلسہ کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کیا گیا جو کہ مکرم محمد ریان غوری صاحب نے کی اور ساتھ ہی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ عزیز عدیل احمد ارسلان نے پیشگوئی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا متن پڑھ کر سنایا۔ مکرم عادل احمد سہیل صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ نظم پیش کی۔ جلسہ کی پہلی تقریر ''حضرت مصلح موعود اور خدمت قرآن کریم'' کے موضوع پر مکرم پیر محمد نوید صاحب صدر حلقہ بی بی بازار نے کی۔ دوسری تقریر مکرم سیٹھ محمد ضیاء الدین صاحب صدر حلقہ افضل گنج نے ''حضرت مصلح موعود قبولیت دعا کے آئینہ میں'' کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالقدیر صاحب نے کلام محمود سے ایک نظم پیش کی۔ جلسہ کی آخری تقریر خاکسار نے ''سیرت حضرت مصلح موعود اور پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر'' کے عنوان پر کی۔ آخر میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد نے خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ بعد جلسہ حاضرین کی تواضع کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

حلقہ بشارت نگر : 21 فروری 2021 کو حلقہ بشارت نگر میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد عمل میں آیا۔ تلاوت قرآن کریم سبحان احمد صاحب نے کی۔ ترجمہ ریحان احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ متن پیشگوئی رفیق احمد صاحب نے پڑھا۔ نظم تنویر احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔ اس جلسہ میں مکرم شعیب احمد صاحب سیکرٹری نومبائعین نے پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر پر روشنی ڈالی۔ آخر پر مکرم رفیق احمد صاحب صدر حلقہ بشارت نگر نے موقع کی مناسبت سے صدارتی خطاب کیا اور دعا کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ بعد اجلاس ریفریشمنٹ کا بھی انتظام کیا گیا۔

سعید آباد، سنتوش نگر، کنچن باغ : حلقہ سعید آباد میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد مورخہ 21 فروری 2021 کو عمل میں آیا سنتوش نگر اور کنچن باغ کے افراد جماعت بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ کی صدارت مکرم منیر الدین صاحب قاضی جماعت احمدیہ حیدرآباد نے کی۔ مکرم عاقب اللہ شریف صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ عزیز غلام عفان احمد نے پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سنایا۔ مکرم سہیل احمد صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ نظم پیش کی۔ مکرم متین احمد صاحب نے ''حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ بچپن'' کے عنوان پر تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی سجیل احمد غوری صاحب نے ''حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ ذیلی تنظیموں کا قیام اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر کی۔ تیسری اور آخری تقریر مکرم تنویر احمد صاحب نائب صدر انصار اللہ بھارت نے ''حضرت مصلح موعودؓ کا ذوقِ عبادت'' کے عنوان پر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ (محمد کلیم خان، مبلغ انچارج حیدرآباد، تلنگانہ)

آگرہ اور فیروز آباد کی جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

ساندھن : جماعت احمدیہ ساندھن ضلع آگرہ میں مورخہ 20 فروری 2021 کو بعد نماز مغرب و عشاء جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ سے قبل گھروں میں جا کر احباب جماعت کو جلسے میں شمولیت کیلئے کہا گیا۔ جلسہ کا آغاز حسب دستور تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا، اس کے بعد ایک نظم ہوئی۔ پہلی تقریر مکرم انیس احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے ''حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت و سوانح اور آپ کے دور خلافت میں جماعت احمدیہ کی ترقی'' کے عنوان پر کی اس کے بعد مکرم امن احمد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے متن پیشگوئی پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد مکرم راحل شیخ صاحب مبلغ سلسلہ ساندھن نے احباب کو چند نصائح سے نوازا اور آخر میں مکرم صدر جلسہ نے دعا کرا کر جلسہ کا اختتام کیا۔

(محمد عمر، صدر جماعت احمدیہ ساندھن، ضلع آگرہ، صوبہ یوپی)

مئی بزرگ : مورخہ 20 فروری 2021 کو جماعت احمدیہ مئی بزرگ میں بعد نماز ظہر جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ سے ایک ہفتہ قبل جلسے کی تیاری شروع کر دی گئی تھی۔ جمعہ و نمازوں میں جلسہ کے حوالے سے بار بار اعلان کروایا گیا، آس پاس کے غیر احمدی و زیر تبلیغ افراد کو بھی جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ کی صدارت خاکسار صدر جماعت احمدیہ مئی بزرگ نے کی۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع کی گئی، اسکے بعد ایک نظم پڑھی گئی، نظم کے بعد بچوں نے تیاری کے ساتھ مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ آخر پر معلم صاحب کی تقریر ہوئی اور بعض پروگرام ہوئے۔ آخر پر خاکسار نے دعا کرائی، دعا کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا۔ (بنٹی خان، صدر جماعت احمدیہ مئی بزرگ، فتح پور سیکری، صوبہ یوپی)

صالح نگر : مورخہ 20 فروری 2021 بعد نماز ظہر مسجد صالح نگر میں جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم شیر محمد صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم سرفراز احمد نے کیا اور ایک نظم ''تعریف کے قابل ہیں یا ربّ تیرے دیوانے'' خوش الحانی سے مکرم شفیع صاحب نے سنائی۔ بعدہ پیشگوئی مصلح موعودؓ مکرم نعیم احمد صاحب نے پڑھ کر سنائی۔ پھر ایک نظم ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' خاکسار نے سنائی۔ پہلی تقریر مکرم شفیع صاحب نے ''مصلح موعود اور خدمت قرآن'' کے موضوع پر کی۔ بعدہ ایک نظم ''ہو فضل تیرا یا ربّ یا کوئی ابتلاء ہو۔ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو'' سردار احمد صاحب معلم سلسلہ نے خوش الحانی سے سنائی اور موصوف نے سیرت مصلح موعودؓ پر تقریر بھی کی اور پھر صدر اجلاس نے اختتامی دعا کرائی اور شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس اجلاس میں انصار، خدام اور اطفال سبھی شامل ہوئے۔

(اقبال احمد، صدر جماعت احمدیہ صالح نگر، ضلع آگرہ، صوبہ یوپی)

ولی پور (آگرہ) ولی پور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ولی پور میں بعد نماز مغرب خاکسار کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منایا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم اشتیاق علی صاحب نے کی۔ اسکے بعد ایک نظم ہوئی جو کہ مکرم عرفان علی صاحب نے سنائی۔ اس کے بعد متن پیشگوئی مصلح موعودؓ مکرم ڈاکٹر زاہد علی صاحب نے ہندی میں پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مولوی مکرم شفیع الرحمن صاحب نے پیشگوئی کا پس منظر اور اس کے پورا ہوانے کے متعلق تقریر کی۔ نیز آپ نے پیشگوئی کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات زندگی اور آپؓ کے دور خلافت میں احمدیت کی غیر معمولی ترقی اور مختلف تحریک کے بارہ میں روشنی ڈالی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پزیر ہوا۔ (صابر علی، صدر جماعت ولی پور، ضلع آگرہ، صوبہ یوپی)

چھ پوکھر: جماعت احمدیہ چھ پوکھر ضلع آگرہ میں مورخہ 20 فروری کو جلسہ یوم مصلح موعود رکھا گیا جس کی قبل از وقت گھروں میں اطلاع دی گئی اور جلسہ میں شمولیت کیلئے کہا گیا۔ جلسہ کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سہیل خان صاحب نے کی۔ نظم عزیزہ کاجل نے پڑھی۔ پہلی تقریر مکرم شریف احمد خان صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ بعدہ خاکسار کے صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سردار خان، صدر جماعت احمدیہ چھ پوکھر، ضلع آگرہ، یوپی)

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

اوڑن گوڑی : مورخہ 23 مارچ 2021 کو بعد نماز مغرب و عشاء جماعت احمدیہ اوڑن گوڑی، صوبہ تامل ناڈو میں مکرم سید علی صاحب صدر صاحب اوڑن گوڑی کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منایا گیا۔ الحمدللہ۔ مکرم مولوی ابوالحسن صاحب تروپور اور مکرم مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ انچارج ترونل ویلی، کنیا کماری بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی، نظم مکرم رفیع اللہ صاحب نے پڑھی۔ مکرم جلال الدین صاحب نے شرائط بیعت پڑھ کر سنایا بعدہ خاکسار نے جلسہ یوم مسیح موعودؑ منانے کی غرض و غایت کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ انچارج نے بعثت حضرت مسیح موعودؑ کی غرض اور ہماری ذمہ داریاں اور مکرم مولوی ابوالحسن صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے حسن سلوک کے عنوان پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جائے اور طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ (ایم شاہ جہان، معلم سلسلہ، اڑن گوڑی، صوبہ تامل ناڈو)

بولپور : مورخہ 23 مارچ 2021 کو بمقام بولپور مشن ہاؤس (بیر بھوم) میں بعد نماز مغرب و عشاء زیر صدارت مکرم شمشیر علی صاحب جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم رفیع الاسلام صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ بعدہ مکرم محمد پرویز حسین صاحب نے دس شرائط بیعت بزبان بنگلہ پڑھ کر سنائیں۔ بعدہ ایک نظم خاکسار نے پڑھی۔ بعدہ مکرم شمشیر علی صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہ خاکسار نے جلسہ یوم مسیح موعودؑ کی اہمیت و پس منظر پر روشنی ڈالی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر بھی کچھ بیان کیا۔ دعا کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ (شیخ مفسر احمد، مبلغ سلسلہ بولپور، ضلع بیر بھوم، صوبہ بنگال)

کبیرہ : الحمدللہ مورخہ 28 مارچ 2021 بروز اتوار جماعت احمدیہ کبیرہ ساؤتھ 24 پرگنہ زون A میں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت صدر صاحب جماعت احمدیہ کبیرہ نے کی۔ حسب معمول جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے ہوئی، عزیزم عدیل احمد ملا نے سورۃ الصّف، آیت 6 تا 9 کی تلاوت کی اور اس کا بنگلہ ترجمہ پیش کیا۔ حدیث عزیزم شاہین احمد نے پڑھ کر سنائی، نظم مکرم عبدالمنان صاحب نے بڑی خوش الحانی سے سنائی۔ اس کے بعد قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اطفال الاحمدیہ کبیرہ نے سنایا۔ اس کے بعد پانچ تقاریر ہوئیں۔ خاکسار نے یوم مسیح موعود علیہ السلام کی غرض و غایت کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ خاکسار نے شکریہ احباب پیش کیا۔ اسکے بعد صدارتی خطاب ہوا۔ بعدہ اجتماعی دعا صدر جماعت احمدیہ کبیرہ نے کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(شیخ علام الدین احمد شاہد، مبلغ سلسلہ کبیرہ، ساؤتھ 24 پرگنہ، صوبہ بنگال)

اچم پیٹ : مورخہ 28 مارچ 2021 بروز اتوار جماعت احمدیہ اچم پیٹ ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ کو زیر صدارت مکرم محمد فضا صاحب جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ جلسہ کا انعقاد نماز مغرب و عشاء کے بعد ہوا۔ مکرم مبارک احمد صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی۔ مکرم محمد جنید احمد نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ مکرم وسیم احمد صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے عنوان پر تقریر کی۔ ایک نظم عزیزم صادق احمد نے پڑھی۔ دوسری تقریر خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض و غایت پر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

(محمد رفیق پالاکرتی، معلم سلسلہ، اچم پیٹ، ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ)

آمدہ رپورٹ کے مطابق جلسوں میں احباب جماعت نے تمام سرکاری احکامات مثلاً ماسک لگا کر رکھنا اور شوشل ڈسٹنسنگ وغیرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ان پر عمل کرتے ہوئے جلسہ کی کارروائی سنی۔

ولادت و درخواست دعا

خاکسار کے چھوٹے بیٹے مکرم سیّد وحید الدین احمد صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ یمنا نگر (صوبہ ہریانہ) کو مورخہ 22 مئی 2021 بروز ہفتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام ''سیّد فاتح الدین احمد'' تجویز فرمایا ہے اور از راہ شفقت نومولود کو وقف نو کی مبارک تحریک میں شمولیت کی منظوری عنایت فرمائی ہے۔ قارئین بدر سے زچہ اور بچہ کی صحت و سلامتی کیلئے نیز بچے کے نیک صالح، درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(سید کلیم الدین احمد، مربی سلسلہ، نظامت دار القضاء قادیان)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 27 - May - 2021 Issue. 21

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

گزشتہ ہفتہ بھی مَیں نے کہا تھا مظلوم فلسطینیوں کیلئے دعا کریں

گو کہ جنگ بندی ہوگئی ہے لیکن تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ کسی نہ کسی بہانے سے دشمن ان فلسطینیوں کو ظلم کا نشانہ بناتے رہتے ہیں

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور فلسطینیوں کیلئے بھی حقیقی آزادی میسر آئے

اللہ تعالیٰ ان کو ایسے لیڈر بھی عطا فرمائے جن میں عقل اور فراست بھی ہو اور مضبوطی بھی ہو جو اپنی بات کہنے اور اپنے حق لینے والے بھی ہوں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 مئی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب بدر احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اسکے علاوہ متعدد سرایہ میں بھی شریک ہوئے جن میں سے بعض سرایہ کے آپ امیر بھی تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا تو اُس وقت حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی۔ پھر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی۔ پھر مقداد کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! جسکا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے آپؐ وہی کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم دشمن کے ساتھ اس وقت تک قتال کریں گے جب تک کہ ہم میں جان ہے۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کے موقع پر مسلمانوں نے قیدیوں کو پکڑا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے دریافت فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا آپ ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اسلام کی طرف رہنمائی فرمائے۔ حضرت عمر نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں ہمارے سپرد کر دیں ہم ان کی گردنیں مار دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کی بات کو ترجیح دی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے فطری رحم کی وجہ سے حضرت ابوبکر کی رائے کو پسند فرمایا اور قتل کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ جو مشرکین اپنا فدیہ وغیرہ ادا کر دیں انہیں چھوڑ دیا جاوے چنانچہ بعد میں اسی کے مطابق الٰہی حکم بھی نازل ہوا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ کے شوہر انیس بن حذیفہ سہمی جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ سے واپسی پر بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔ بعد میں آنحضرتؐ نے حضرت حفصہ کے ساتھ شادی کی۔ آنحضرت ﷺ نے خود اپنی طرف سے حضرت عمر کو حفصہ کیلئے پیغام بھیجا۔ حضرت عمر کو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے تھا۔ انہوں نے نہایت خوشی سے اس رشتہ کو قبول کیا اور شعبان تین ہجری میں حضرت حفصہ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آ کر حرم نبوی میں داخل ہوگئیں۔ حفصہ کے نکاح میں ایک تو یہ خاص مصلحت تھی کہ وہ حضرت عمر کی صاحبزادی تھیں جو آنحضرتؐ کے مقربین خاص میں سے تھے۔ پس آپس کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے اور حضرت عمر اور حفصہ کے اس صدمہ کی تلافی کرنے کے واسطے جو خنیس بن حذافہ کی بے وقت موت سے ان کو پہنچا تھا آنحضرت ﷺ نے مناسب سمجھا کہ حفصہ سے خود شادی فرما لیں۔

غزوہ احد کے وقت رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے ہی تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا ان میں خالد بن ولید بھی تھا۔ حضور ﷺ نے اس وقت دعا کی کہ اے اللہ یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔ ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس درہ کی طرف بڑھا جہاں مسلمان جمع تھے اور اسکے قریب کھڑے ہو کر پکار کر بولا کہ مسلمانو کیا تم میں محمد ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ چنانچہ سب صحابہ خاموش رہے۔ پھر اس نے ابوبکر و عمر کا پوچھا مگر اس پر بھی آپ کے ارشاد کے ماتحت کسی نے جواب نہ دیا۔ جس پر اس نے بلند آواز سے فخر کے لہجہ میں کہا کہ یہ سب لوگ مارے گئے ہیں کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس وقت حضرت عمر سے نہ رہا گیا اور وہ بے اختیار ہو کر بولے۔ اے عدو اللہ تو جھوٹ کہتا ہے ہم سب زندہ ہیں اور خدا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں ذلیل کرے گا۔ ابوسفیان نے حضرت عمر کی آواز پہچان کر کہا کہ عمر سچ سچ بتاؤ کیا محمد زندہ ہے؟ حضرت عمر نے کہا کہ ہاں ہاں خدا کے فضل سے وہ زندہ ہیں اور تمہاری یہ باتیں سن رہے ہیں۔

غزوہ احد کے بعد منافقین خوشیاں منانے لگے اور کہتے تھے کہ اگر تمہارے وہ لوگ جو قتل ہوئے ہمارے ساتھ رہتے تو کبھی قتل نہ ہوتے۔ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ سے ان منافقین کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہ اس شہادت کا اظہار نہیں کرتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس پر حضرت عمر نے عرض کیا کیوں نہیں لیکن یہ تلوار کے خوف سے کہتے ہیں۔ اب جبکہ انکی منافقت ظاہر ہوگئی تو انہیں سزا دینی چاہئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے اُن کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔

حضور انور نر فرمایا: گزشتہ ہفتہ بھی میں نے کہا تھا مظلوم فلسطینیوں کیلئے دعا کریں گو کہ جنگ بندی ہوگئی ہے لیکن تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے کسی نہ کسی بہانے سے دشمن ان فلسطینیوں کو ظلم کا نشانہ بناتے رہتے ہیں اور کوئی نہ کوئی وجہ بنتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور فلسطینیوں کیلئے بھی حقیقی آزادی میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ انکو ایسے لیڈر بھی عطا فرمائے جن میں عقل اور فراست بھی ہو اور مضبوطی بھی ہو جو اپنی بات کو کہنے اور اپنے حق لینے والے بھی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: کچھ مرحومین کا مَیں نے ذکر کرنا ہے۔ پہلا ذکر قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ناظر اشاعت قادیان کا ہے جو 27 اپریل کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی والدہ کے دادا اور والد کے نانا حضرت منشی مہر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے جن کے ذریعہ سے ان کے خاندان میں احمدیت آئی اور ان کا نام منارۃ المسیح کے چندہ دہندگان میں بھی درج ہے۔ جامعہ سے فراغت کے بعد قریشی صاحب نے 23 سال پانچ ماہ جامعہ احمدیہ میں تدریس کا کام کیا اور کل عرصہ خدمت ان کا 37 سال سات ماہ بنتا ہے۔ اللہ کے فضل سے مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کے بارے میں مخدوم صاحب ناظر اشاعت لکھتے ہیں کہ بہت شفیق استاد تھے طلباء کے ساتھ بہت محبت اور دوستانہ سلوک تھا۔ نہایت ایمانداری اور وقف کی روح کے ساتھ ہمیشہ کام کیا۔ ہندوستان کے اکثر مبلغین ان کے شاگرد ہیں اور ان سے انہوں نے فیض پایا۔ طبیعت میں ان کی بہت سادگی تھی۔ کلام میں اختصار تھا لیکن بڑی علمی اور ٹھوس بات ہوتی تھی۔ نائب صدر خدام الاحمدیہ بھارت کے طور پر انکو خدمت کی توفیق ملی۔ 34 سال کا طویل عرصہ آپ نے بطور نائب ایڈیٹر اخبار بدر خدمت کی توفیق پائی۔ ایڈیٹر مشکوۃ بھی رہے۔ تاریخ احمدیت بھارت کی کمیٹی کے بھی ممبر تھے۔ روحانی خزائن کا جو کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن چھپا تھا اس میں انہوں نے پروف ریڈنگ کی بعض غلطیاں نکالیں اسکے بعد پھر ان کی درستیاں کی گئیں۔ بڑی باریک بینی سے پروف ریڈنگ کرتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب جو علیحدہ علیحدہ شائع ہوئی ہیں ان کی مکمل پروف ریڈنگ کی۔ آریہ دھرم اور ست بچن کے حوالہ جات کی تلاش اور جائزہ اور چیکنگ بڑی محنت سے انہوں نے کی۔ قرآن کریم جو خط منظور میں شائع ہوا ہے اسکے سافٹ ویئر کی تیاری میں انکی بہت خدمات ہیں۔ دن رات انہوں نے اس کی اصلاح، درستگی اور صحت کیلئے کام کیا۔ اسکے بعد قرآن مجید انگریزی ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اور اردو ترجمہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی تیاری میں بھی انہوں نے بہت کام کیا۔ ان کے ناظر صاحب اشاعت لکھتے ہیں کہ خاکسار کے استاد بھی تھے اور ماموں خسر بھی تھے اسکے باوجود نائب ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ اطاعت کے جذبہ کے ساتھ کام کیا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے بات کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا ذکر سید بشیر الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ کا ہے۔ یہ بھی قادیان کے ہیں۔ تراسی سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔ عبادت گزار دعا گو سادہ مزاج آدمی تھے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے چھوڑے ہیں اور تینوں بیٹے انجمن کے دفاتر میں کام کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر بشارت احمد صاحب حیدر ابن فیض احمد صاحب واقف زندگی قادیان کا ہے۔ انکی اکہتر سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ مرحوم حضرت عبدالکریم صاحب سگ گزیدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے ٹھیک ہو گئے تھے کے پوتے تھے۔ زندگی وقف کر کے کرناٹک سے قادیان آئے اور پھر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف دفاتر میں کام کیا۔ چھیالیس سال تک سلسلہ کی خدمت کی۔ وسائل کم ہونے کے باوجود بڑی سفید پوشی سے اور سادگی سے گزارہ کیا۔ بڑے بااخلاق اور بامروت انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں ہیں جن کو انہوں نے اچھی تعلیم دلوائی اور پھر واقفین زندگی سے ان سب کی شادیاں کیں۔

ان کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم ڈاکٹر محمد علی خان صاحب امیر جماعت ضلع پشاور، مکرم محمد رفیع خان شہزادہ صاحب ربوہ، مکرم ایاز یونس صاحب آسٹریلیا، مکرم میاں طاہر احمد صاحب ابن میاں قربان حسین صاحب ربوہ، مکرم رفیق آفتاب صاحب یو.کے، محترمہ زرینہ اختر صاحبہ اہلیہ مرزا نصیر احمد صاحب یو.کے، مکرم حافظ محمد اکرم صاحب، مکرم چوہدری نور احمد ناصر صاحب اور مکرم محمود احمد منہاس صاحب ابن حکیم عبید اللہ منہاس صاحب کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad